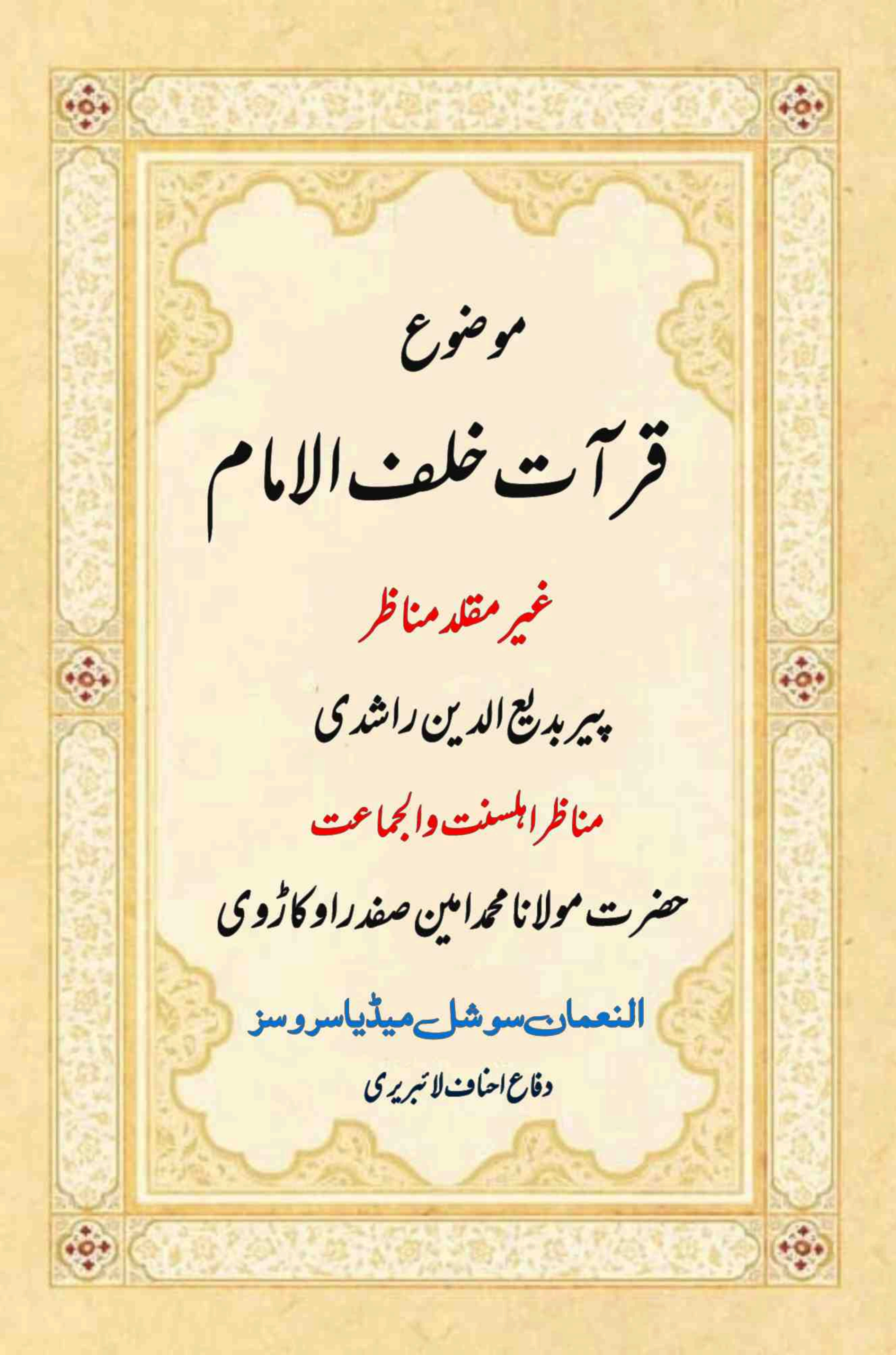

موضوع
قرآت خلف الامام
غیر مقلد مناظر
پیر بدیع الدین راشدی
مناظر اہلسنت والجماعت
حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
النعمان سوشل میڈیا سروسز
دفاع احناف لائبریری



النعمان سوشل میڈیا سروسز

کی فخریہ پیشکش

دفاع احناف لائبریری

سینکڑوں کتب کا بیش بہا ذخیرہ

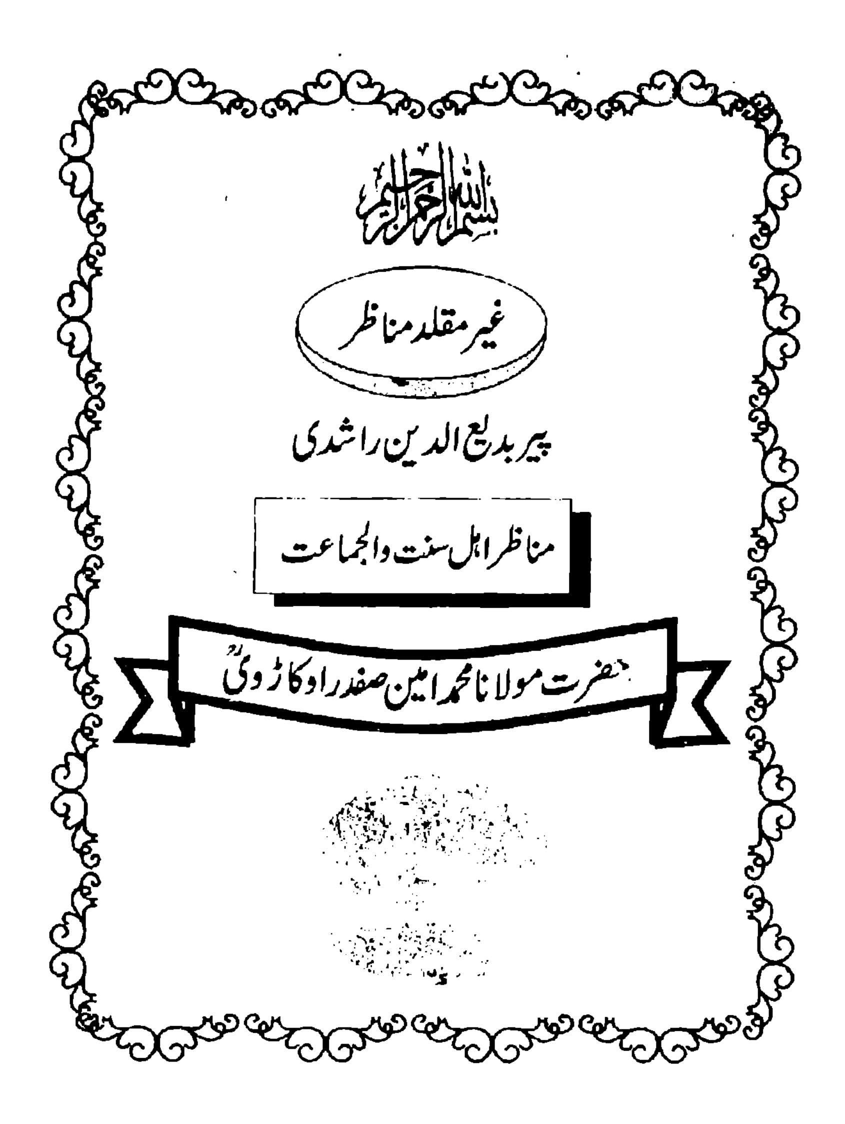
"دفاع احناف لائبریری" ایپلیکیشن پلے سٹور سے ڈاؤنلوڈ کریں

Www.AlnomanMedia.com

AlnomanMediaServices@gmail.com

Facebook.com/AlnomanMediaServices

App Link: http://tinyurl.com/DifaEahnaf



بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلد مناظر

پیر بدیع الدین راشدی

مناظر اہل سنت والجماعت

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ



مسئلہ قرأت خلف الامام

بد ربع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد. فاعوذ

باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

اس وقت مسئلہ یہ ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو الحمد للہ پڑھنی چاہئے اسکے لئے دلائل

آپ کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ سب سے پہلے صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۰۴ عبادہ بن

صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

ان رسـول اللہ قـال لا صـلوٰة لـمن لم یقرأ بفاتحة

الکتاب.

یعنی رسول اقدس ﷺ نے فرمایا نہیں ہے کوئی نماز لــمــن اس شخص کے لئے جس نے

فاتحۃ الکتاب نہ پڑھی۔ اکیلے کی ہو، امام کی ہو یا مقتدی کی ہو۔ جس کو نماز کہا جاتا ہے آپ کے

فرمان کے مطابق وہ نماز نہیں ہے۔ جب وہ نماز نہیں ہے تو وہ چیز واجب ہوئی۔ یہ مسلم شریف میں

حدیث ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے صفحہ ۱۷۴ میں۔

قـال لـمن صـلی صـلوٰة ولـم یقرأ فیها بام القرآن فهی

خداج غیر تمام..

ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بھی شخص امام ہو، مقتدی ہو، ...
ہواس نے نماز پڑھی اورسورۃ فاتحہ نہ پڑھی فھی خداج. فرمایا اس کی نماز نہیں ہوئی۔ ...
چیز سے پوری ہوتی ہے وہی نماز کے فرائض اور ارکان ہیں۔ جو چیز اس میں سے نکل جاتی ...
پوری نہیں ہوتی۔ پوری نہ ہونے کا معنی ہے کہ ارکان نکل گیا۔ لہذا یہ دونوں دلالت کرتی ہیں ...
سورۃ فاتحہ پڑھنی فرض ہے۔ اب اس کے بعد تیسری حدیث آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ...
میرے ہاتھ میں مسلم شریف ہے صفحہ نمبر ۱۱۱۔ اس روایت میں آپ ؓ نے فرمایا کہ ...
اقدس ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی جس میں قرآت جہری کی جاتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ...
میں جہر کروں تو میرے پیچھے نہ پڑھو مگر فاتحہ۔ آپ نے فرمایا۔

فانه لاصلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب

اس شخص کی نماز نہیں ہے جو بغیر فاتحہ پڑھے۔ جس شخص نے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز
نہیں ہوئی۔ یہ تیسری روایت تھی۔ اب چوتھی روایت پیش کرتا ہوں یہ روایت امام بیہقیؒ نے کی ...
جو بہت بڑے محدث گذرے ہیں۔ انہوں نے اس مسئلہ پر مستقل کتاب لکھی ہے کہ فاتحہ کے بغیر
نماز نہیں ہے۔ انہوں نے صفحہ ۴۵ میں یہ حدیث نقل کی ہے یہ الفاظ ہیں۔

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله ﷺ لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب خلف الامام وقال اسناده صحيح.

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے نماز اس شخص کی جس نے
فاتحہ نہیں پڑھی اس میں امام کے پیچھے کا لفظ ہے، فاتحہ کا لفظ ہے۔ جس نے امام کے پیچھے فاتحہ نہیں
پڑھی اس کی نماز نہیں ہے۔ یہ اب صحیح الفاظ آپ کے سامنے آگئے۔ فاتحہ کا لفظ بھی ہے، امام کے
پیچھے ہونے کا لفظ بھی ہے۔ اب مولانا کا فرض ہے کہ ان کے مقابلے میں کوئی ایسی دلیل پیش کر ...
جس میں فاتحہ سے منع ہو۔ مطلق الصلوٰة کا مسئلہ نہیں چلے گا۔ اگر مطلق روایت کی مطلق حدیث ...

جس میں قرأت کا لفظ ہے۔ وہ یہاں کام نہیں دے گا۔ کیونکہ وہ فقہاء کا مسلمہ اصول
اس پر قائم ہیں کہ عام اور خاص جب آپس میں آئیں تو اس صورت میں خاص مقدم
ہوتی۔ لہذا یہ کوئی تعارض نہیں۔
مولانا جانتے ہیں کہ تعارض کے لئے آٹھ چیزوں کی وحدت شرط ہے یعنی دونوں فعلی
ایک ہی چیز ہو، یہاں فاتحہ سے منع کا حکم ہو، وہاں فاتحہ کا حکم ہو۔ یہ دو باتیں ہوگئیں آپس
میں۔ پھر دیکھا جائے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غیر صحیح، کون راجح ہے اور کون مرجوح، کون ناسخ
اور کون منسوخ، یہاں پہلے سامنے آپ آئیں ہمارے دوست بزرگ آئیں اس مسئلہ میں۔
آپ ایک روایت پیش کر دیں جس میں یہ الفاظ ہوں کہ فاتحہ نہ پڑھو۔ تب مقابلہ بنے گا اب
اس کی قوت ہی نہیں۔ آپ کہیں گے کہ قرأت نہ کرو خاموش رہو۔ قرأت نہ کرو یہ عام ہے جس
میں فاتحہ وغیرہ سب آجاتے ہیں لیکن یہاں فاتحہ کا لفظ آیا وہ خاص ہو جائے گا بات واضح ہوگئی ہے
مولانا کو چاہئے کہ کوئی ایک دلیل پیش کر دیں حدیث سے، قرآن سے، کوئی ایک روایت پیش کر
دیں جس میں آپ ﷺ نے امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا منع فرمایا ہو یا اس کو ناپسند فرمایا ہو آپ
پیش کریں میں بھی ثابت کروں گا۔
اصول یہ ہے جہاں عام اور خاص ہوتا ہے وہاں خاص عام سے مقدم ہوتا ہے۔ جتنی بھی
باتیں آپ پڑھیں کوئی بھی کام نہیں آئے گی۔ لہذا تین چار حدیثوں پر میں اکتفا کرتا ہوں ابھی
ابھی آپ کے سامنے آئیں گی مسلمان کو چاہئے کہ اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کو قبول کرلے۔ یہ
اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں۔

خلاصہ کلام۔

خلاصہ کلام آپ کے سامنے یہ آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز
نہیں ہے خواہ امام کے پیچھے نماز ہے یا کوئی اور چیز ہے میرا مطالبہ ہے کہ آپ ایک روایت پیش کر
دیں جہاں فاتحہ منع ہو قرأت کا مسئلہ میں نے پیش نہیں کیا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین

اصطفیٰ. اما بعد. . فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ

الرحمٰن الرحیم.

حضرت نے آپ لوگوں کے سامنے یہ دعویٰ رکھا ہے۔ کہ سورۃ فاتحہ مقتدی کے لئے ا
کے پیچھے پڑھنا فرض ہے۔ فرض ثابت کرنے کے لئے اللہ کی کتاب ہے اور اللہ تعالیٰ کسی
کو فرض فرماتے ہیں۔ نماز میں رکوع فرض ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وارکعوا رکوع کرو۔ نما
میں سجدہ فرض ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا واسجد وا سجدہ کرو۔ نماز میں قیام فرض ہے قرآن میں
ہے قوموا.

اس طرح بہتر تو یہ تھا کہ حضرت صاحب یہ فرض بھی قرآن سے ثابت کرتے۔ یہ ا
عجیب فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باقی فرائض تو قرآن میں بیان فرمائے ہیں لیکن اس فرض کو بیان
کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو قرآن پاک میں جگہ نہیں ملی۔ اور آپ نے قرآن پاک کا نام نہیں
لیا۔

دوسری بار آپ نے بخاری شریف اٹھائی ہے۔ اس سے آپ نے ایک حدیث پڑھی
ہے۔ کہ جو شخص فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اس کے بعد آپ نے اپنی طرف سے تشریح
کی ہے۔ کہ اس میں مقتدی بھی شامل ہے، اس میں امام بھی شامل ہے، اس میں اکیلا بھی شامل
ہے۔ حدیث میں یہ الفاظ اللہ کے نبی ﷺ کے نہیں ہیں۔ مقتدی کا لفظ اس حدیث میں نہیں ہے۔

یہی حدیث ابوداؤد شریف میں ہے۔ صحیح مسلم میں ہے۔ وہاں یہ ہے وزاد فصاعدا
(1) جو سورت فاتحہ اور اس سے زیادہ قرآن نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ حضرت نے یہ لفظ نہیں

(۱)۔ یہی حدیث حضرت عبادہ ؓ سے ابوداؤد ص ۱۱۹ ج ۱، نسائی ص ۱۴۵ ج ۱، مصنف

اس کے بعد ابوداؤد شریف میں ہی ہے کہ جو شخص سورۃ اور اس سے زیادہ نہ پڑھے اس کی
... تی۔ لکھا ہے یہی بخاری کا راوی سفیان بن عیینہ محدث جو ہے یہ کہتا ہے، یہ حدیث اس
... متعلق ہے جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہو۔ (۱)

ترمذی شریف میں بھی یہی حدیث موجود ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ اس حدیث کے ساتھ
... اس۔ واذا كان وحده یہ اس آدمی کے لئے حدیث ہے جو اکیلا نماز پڑھے۔ اور پھر امام
... اس بحث کو ختم کرتے ہیں اس بات پر کہ حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ
... من صلى صلوة اس نے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اگر امام کے پیچھے ہو تو
... ہے۔ (۲) امام ترمذیؒ نے اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث کا معنی نبی ﷺ کے صحابی سے بیان کیا

... اق ص ۱۶۹ ج ا پر اور حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے کامل ابن عدی ص ۳۲ ج ۳، حضرت
... اللہ بن مسعود ﷺ سے نصب الرایہ ص ۳۶۵ ج ا، حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مستدرک حاکم ص
... ۲۱ ج ا پر ہے۔ اور فصاعداً کے ساتھ ہے۔

(۱). قال سفيان لمن يصلى وحده . (ابو داؤد ص ۱۱۹)

(۲). اخبرنا ابو سعد احمد بن محمد الماليني انا ابو احمد عبدالله بن عدى الحافظ نا جعفر بن احمد الحجاج و جماعة قالوا نا بحر بن نصر نا يحيىٰ بن سلام نا مالك بن انس نا وهب بن كيسان قال سمعت جابر بن عبدالله يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول من صلى صلوة لم يقرأ فيها بفاتحة الكتاب فلم يصل الا وراء الامام. (كتاب القرأت ص ۱۳۶)

لیکن حضرت نے اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث آدھی پڑھی ہے آدھی چھوڑ دی
فصاعداً کا لفظ چھوڑا ہے۔ اور چھوڑنے کے بعد خواہ مخواہ مقتدی پر چسپاں کر دیا ہے۔ ور
میں اس اگلی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو تین مرتبہ نماز دہرانے کا حکم دیا
نماز کا طریقہ خود بتایا تو فرمایا۔

ثم اقرأ بها ما تیسر معک من القرآن. (۱)

روایت میں فاتحہ کا ذکر نہیں ہے۔ حضور ﷺ نماز سکھا رہے ہیں فاتحہ کو فرض بھی
رہے اس صحیح بخاری کی اگلی روایت میں ہے۔ اس لئے یہ روایت جو ہے اس مسئلہ میں
ہے۔ اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

---

(۱). حدثنا مسدد قال ثنا یحیٰ بن سعید عن عبیداللہ قال حدثنی سعید المقبری عن ابیہ عن ابی ھریرہ ان النبی ﷺ دخل المسجد فدخل رجل فصلی ثم جاء فسلم علی النبی ﷺ فرد علیہ النبی ﷺ فقال ارجع فصل فانک لم تصل فصلی ثم جاء فسلم علی النبی ﷺ فقال ارجع فصل فانک لم تصل فصلیٰ ثم جاء فسلم علی النبی ﷺ فقال ارجع فصل فانک لم تصل ثلثاً فقال والذی بعثک بالحق ما احسن غیرہ فعلمنی فقال اذا قمت الی الصلوۃ فکبر ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن ثم ارکع حتیٰ تطمئن راکعاً ثم ارفع حتی تعتدل قائما ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تطمئن جالسا ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم افعل ذالک فی صلاتک کلھا. (بخاری ص ۱۰۹ ج ۱)

صحیح مسلم سے جو روایت پڑھی ہے اس میں بھی یہی ہے، کہ جس شخص نے نماز پڑھی اس ... ناقص ہوتی ہے۔ اس میں مقتدی کی نماز کا بالکل ذکر نہیں۔ اس میں صرف یہ واضح ہے اس ... ی کا ذکر نہیں۔

اس کے بعد آپ نے ایک روایت پڑھی ہے نسائی سے، کہاں ہے نسائی، کھولیں ذرا ... آپ نے صحیح مسلم سے وہ حدیث پڑھی نبی ﷺ کی جس میں مقتدی کا لفظ نہیں ہے۔

اسی صحیح مسلم میں صفحہ نمبر ۱۷۴ پر صحیح حدیث موجود ہے اللہ کے نبی ﷺ صاف مقتدی کو ... کر کے کہتے ہیں۔ کہ جب تمہارا امام اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو۔ جب تمہارا امام قرأت ... تم خاموش ہو جاؤ۔ اور یہ پوری روایت اس میں موجود ہے۔

صحیح ابی عوانہ میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ اس میں الفاظ یہ ہیں کہ جب قرأت کرو تو ... ش ہو جاؤ۔ اور جب امام غَيْرِ ٱلْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ کہے تو تم اس وقت آمین کہو۔ یہ روایت ابو عوانہ میں ہے اس متن کے ساتھ امام مسلمؒ نے نقل کر کے لکھا ہے۔ انما وضعت ها هنا ما اجمعوا عليه[1] میں نے جو حدیث یہ لکھی ہے اس کے صحیح ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ غَيْرِ ٱلْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ ... سورۃ میں آتا ہے۔ سورۃ فاتحہ میں آتا ہے۔ تو حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر مقرر کر دی سورۃ فاتحہ، کہ جب امام سورۃ فاتحہ پڑھے تو مقتدی خاموش رہیں۔ اور اس میں آمین کا ذکر آیا ہے۔ آمین سے پہلے امام کون سی سورۃ پڑھتا ہے۔ سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے۔

(۱). قال مسلم هو عندی صحيح فقال لم لم تضع ها هنا قال ليس كل شئ عندی صحيح و ضعته ها هنا انما وضعت ها هنا ما اجمعوا عليه (مسلم ص ۱۷۴ ج ۱)

کوئی شخص فتویٰ دے سکتا ہے میری بیوی موجود ہے میں اپنی سالی سے چاہوں تو ا
سکتا ہوں۔ لوگوں نے کہا قرآن میں تو صاف ہے دو بہنوں کو جمع نہ کرو۔ ایک صاحب آ
لگے میں دیتا ہوں قرآن سے فتوی۔ وہ کہتا ہے۔ فَٱنكِحُواْ مَا طَابَ لَكُم مِّن
قرآن میں آتا ہے جو عورت تمہیں اچھی لگے اس سے نکاح کرلو۔ کیونکہ آپ کو سالی اچھی لگی
اس لئے آپ نکاح کرلیں۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ اس کا یہ طریقہ غلط تھا۔ جس میں سالی کا
ہے وہ قرآن کی آیت اس نے چھوڑ دی۔ جس میں نہیں ہے وہ لفظ پڑھ کہ اس نے عام مراد
لیا۔

اب دیکھیں کوئی آیت۔ فَٱنكِحُواْ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ ٱلنِّسَآءِ کا ترجمہ کرے
نکاح کرو جس عورت سے چاہو۔ ماں سے، بیٹی سے، بہن سے، خالہ سے، تو کوئی مسلمان اس
آیت کا ترجمہ نہیں سمجھے گا۔ حضرت نے یہ کہا ہے کہ جہاں مقتدی کا ذکر نہیں ہے اس کو پڑھا
اور جس میں مقتدی کا ذکر ہے وہ نہیں پڑھا۔

یہی حال صحیح نسائی میں ہوا۔ سنن نسائی میں آپ نے یہ جو حدیث پڑھی ہے اس کا راوی
جو ہے نافع بن محمود بن ربیعہ مجہول ہے[1] اور پہلے آپ حضرت سے یہ سنتے رہے ہیں کہ مجہول کی
روایت مقبول نہیں ہوتی۔ پھر اس کے بعد روایت میں صرف اتنا موجود ہے کہ رسول ﷺ نے بعض
نمازیں پڑھیں جن میں آپ نے اونچی قرآن پڑھا۔

یہ یاد رکھیں آپ دن رات میں امام کے پیچھے ۱۷ رکعتیں پڑھتے ہیں ان میں امام صرف
چھ رکعتوں میں اونچی آواز سے پڑھتا ہے۔ دو فجر کی، دو مغرب کی اور عشاء کی دو رکعتوں میں۔ تو
اس حدیث میں چھ رکعتوں کا مسئلہ ہے۔ باقی گیارہ کا اس میں بھی نہیں ہے۔ اور اس میں سند بھی

---

(۱) قال ابن عبدالبر نافع مجهول. (تهذيب التهذيب
ص ۴۱۰ ج ۱۰)

۹۔ اس میں صرف یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

لا یقرأن احد منکم اذا جهرت بالقرأت الا بام القرآن.

یہ صرف استثناء پر ختم ہوا ہے۔ اور اس سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔ میں قرآن سے
ایل کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّآ أَن تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا

(۲:۲۳۴)

جو عورت عدت میں ہو اس سے آپ جا کر نہ کہا کریں کہ مجھ سے نکاح کرنا۔ اگر کوئی پہلے
ل بات کہنا چاہے تو اسے اجازت ہے یا فرض ہے؟ کہ جو عورت آپ کے محلہ میں عدت گذار
ل ہے۔ کوئی شخص نہیں سمجھے گا کہ محلے سے ہر آدمی پر فرض ہو گیا ہے کہ اسے جا کر ضرور اشارۃً کہے
ا ر عدت کے بعد میرا بھی خیال کرنا۔ یہ فرض نہیں ہے۔ تو اس میں صرف جملہ استثنائیہ ہے۔
اس کے بعد اس کو آپ نے ترمذی سے بیان کیا ہے۔ اس میں مکحول راوی مدلس ہے۔
اور اس کی تحدیث مذکور نہیں۔ اور مکحول وہ راوی ہے اس کا شاگرد محمد بن اسحاق ہے جو مدینہ کا
ہنے والا تھا امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ کان دجال من دجاجلة کہ بڑے فریبوں میں سے ایک

(۱). **قال ابن سعد ضعفه جماعة قلت هو صاحب تدليس وقدرمى بالقدر فالله اعلم يروى بالارسال عن ابى وعبادة بن الصامت و عائشة وابى هريرة.**

(میزان الاعتدال ص ۱۷۷ ج ۴)

ابن سعد فرماتے ہیں کہ اس کو ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے۔ میں (ذہبی) کہتا ہوں کہ وہ مدلس تھا اور اس پر قدری ہونے کا بھی الزام تھا۔ ابی۔ عبادہ بن الصامت عائشہ و ابوھریرہ (رضی اللہ عنھم اجمعین) سے واسطہ چھوڑ کر روایت کرتا تھا۔

فریبی تھا۔

علامہ یحییٰ بن قطان فرماتے ہیں اشهد ان محمد بن اسحٰق کذاب میں خدا کی
کھا کر کہتا ہوں کہ محمد بن اسحٰق جھوٹا تھا۔ علامہ ابن مبارک فرماتے ہیں وہ سچے آدمیوں کے نام
جھوٹی روایتیں لگایا کرتا تھا وہ کون تھا جو تقدیر کا منکر تھا[1]۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

الحمد لله و كفٰى والصلوٰة والسلام علىٰ عباده الذين اصطفٰى. اما بعد. . فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم. بسم الله الرحمٰن الرحيم.

مولانا نے قرآن کی آیت تلاوت کی۔

وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥ وَأَنصِتُوا۟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾

یہ آیت ہے اس میں امام کا نام ہے؟۔ سورۃ فاتحہ کا نام ہے؟۔ نہیں ہے۔ یہ میرا مطالبہ ہے جو اپنی جگہ قائم ہے میں نے ذکر کیا میں نے جو روایتیں پیش کیں ہیں ان میں فاتحہ کا لفظ ہے؟۔

ایسی حدیث پیش کرو جس میں فاتحہ کا لفظ موجود ہو تاکہ مقابلہ بنے۔ ابھی مقابلہ کی صورت ہی نہیں تھی اس آیت کے متعلق آپ کے علماء کا یہ فیصلہ ہے وہ سن لیجئے۔ یہاں ایک قانون بیان کرتا ہے نور الانوار میرے ہاتھ میں ہے۔ کہتا ہے کہ جب دلائل میں تعارض ہو جائے تو وہ ساقط ہو جاتے ہیں۔ جہاں دو آیتیں متعارض ہو جائیں گی تو وہاں ان کے لئے ان کو چھوڑ کر حدیث کو دیکھنا پڑے گا۔

(۱)۔ میزان ص ۳۶۹ ج ۳۔ تہذیب جلد ۹

لان الآيتين اذا تعارضا تساقطا.

دو آیتیں جب آپس میں متعارض ہو گئیں تو وہ گر گئیں۔ نہ وہ ہے نہ وہ ہے۔ دونوں ختم۔ اب اس کے بعد دونوں کو چھوڑ کر دوسرے نمبر پر حدیث کو ماننا پڑے گا۔

اگر تیسری آیت کی طرف جانے کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں بحث چھڑ جائے گی ترجیح کی۔ مسئلہ چلے گا اس لئے جائز نہیں۔ لہذا جب دو آیتوں میں تعارض ہو جائے۔ اس کی مثال لیا ہے قولہ تعالی۔

فاقرؤا ما تیسر من القرآن وقولہ تعالٰی واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا.

جو مولانا نے پڑھی ہے یہ دونوں آیتیں آپس میں متعارض ہیں۔

فان الاول بعمومہ یوجب القرأت علی المقتدی.

پہلی آیت عموم کے لحاظ سے مقتدی پر قرأت فرض کرتی ہے۔ اور ثانی اس سے منع کرتی ہے۔ جب یہ دونوں آیتیں نماز میں ہیں تساقطا دونوں گر گئیں۔ دونوں میں سے کسی کو نہیں لیا جائے گا۔ یہ ہے آپ کا ضابطہ۔

یہی بات کل بھی میرے سامنے پڑھی اس کے اندر بھی یہی بات تھی۔ یہ آپ کا اصول ہے اس لحاظ سے آپ اس آیت کو پیش ہی نہیں کر سکتے۔ اور ہمارے قاعدے کے لحاظ سے ہم نے صاف کہا کہ ہم قرآن کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ اور اس میں فاتحہ کا لفظ نہیں ہے۔ لہذا یہ آیت حدیث کے معارض نہیں ہے۔ جہاں فاتحہ ہے وہ ظاہر ہے وہاں مسئلہ واضح ہے۔

قرآن نبی ﷺ پر نازل ہوا اور آپ سب جانتے ہیں آپ ﷺ نے فاتحہ کا حکم دیا۔ اس کے بعد مولانا نے فرمایا کہ فرض وہ ہے جو قرآن سے ثابت ہو مولانا پھر آپ کی فقہ ختم ہو گئی۔ آپ کے مسائل جو ہیں وہ قرآن میں نہیں ہیں۔ آپ آخری تشہد کو فرض کہتے ہیں۔ کیا وہ قرآن میں ہے؟۔

نماز فرض ہے اگر تین رکعتیں پڑھیں تو فرض ادا ہوگا۔ نماز میں چار رکعتیں ہیں کیا یہ قرآن میں ہے؟۔ اگر نہیں تو تم اسے فرض کیوں کہتے ہو؟۔ پیغمبر ﷺ جس کے لئے کہیں کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہے وہ فرض ہے۔ فصاعداً کا ترجمہ یہ کیا کہ آپ ﷺ نے جس شخص نے نماز پڑھی اور اس نے الحمد للہ اور کچھ اور نہیں پڑھا تو نماز نہیں ہوئی۔ تو معلوم ہوا کہ الحمد للہ مان گئے ہیں۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

فصاعداً کا مسئلہ آپ پہلے مسئلہ کو ختم کریں۔ ہم فصاعدا کا مسئلہ بیان کریں گے کہ وہ کیا ہے؟۔ فاتحہ آپ مان چکے ہیں میں کہتا ہوں کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ فاتحہ اور کچھ زائد کے بغیر نماز نہیں۔

اب رہا سفیان بن عیینہؒ کا قول اور احمد بن حنبلؒ کا قول کہ یہ حدیث اس کے لئے ہے جو اکیلا ہے۔ جو پہلے فیصلہ ہو چکا ہے کہ ہم حدیث نبوی کے علاوہ اور کسی کا قول پیش نہیں کریں گے۔

پھر کہتے ہیں کہ جابر کہتے ہیں الا وراء الامام میں خود ان سے پوچھتا ہوں کہ اس حدیث کے پہلے جملے کو آپ مانتے ہیں؟ داگر نہیں مانتے تو اس کو آدمی کو کیوں پیش کیا۔ لفظ یہ ہے۔

من صلی صلوۃ لم یقرأ فیھا بام القرآن فلم یصل.

جس نے نماز پڑھی لیکن فاتحہ نہیں پڑھی تو گویا اس نے نماز پڑھی ہی نہیں۔

حالانکہ آپ کے نزدیک فرض نہیں ہے۔ فاتحہ کے بغیر بھی نماز ہو جائے گی اور پھر آپ کی ہدایہ میں لکھا ہوا ہے کہ پچھلی دو رکعتوں میں چاہے قرأت پڑھیں، چاہے تسبیح پڑھیں، سورۃ پڑھیں، چاہے چپ رہے۔ آدمی اکیلا نماز چار رکعت پڑھے اور پچھلی دو رکعتوں میں فاتحہ نہ پڑھے تو نماز ہوگی ہی نہیں۔ آپ کے نزدیک ہو جائے گی۔

جب اس کو آپ خود نہیں مانتے ہیں آدھا تیتر آدھا بٹیر نہ بنائیں۔ جس چیز پر آپ کو خود

اظہار نہیں اس کو آگے کیوں بیان کرتے ہیں۔ پھر کہا الا وراء الامام یہ روایت نہ مرفوع حقیقی ہے نہ حکمی ہے۔ اگر آپ حکمی بنائیں گے تو یہ مرفوع حقیقی کے خلاف ہوگی۔

ابن ہمام میرے سامنے رکھا ہے یہ فتح القدیر رکھا ہے اس میں کہا ہے کہ صحابی کا قول اس وقت معتبر ہے جب حدیث رسول ﷺ کے خلاف نہ ہو۔ آپ نے خود لکھا ہے اگر یہ صحابی ؓ کی بات لیتے ہو تو آپ کی مسلم میں روایت موجود ہے۔ اس روایت کے اندر جہاں خداج کی بات آئی تو ابو ہریرہ ؓ سے پوچھتا ہے ایک شخص احیانا نکون وراء الامام. کہتا ہے ہم کبھی کبھی امام کے پیچھے ہوتے ہیں فرمایا اپنے دل میں سورۃ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔

کیا میں نے یہ اس لئے پیش نہیں کیا کہ یہ میرے ذہن میں نہیں تھی۔ آپ بہت دور چلے گئے۔ پھر حدیث پیش کی مسلم کے حوالہ سے حالانکہ مسلم نے اس کو مسند نقل نہیں کیا معلق نقل کیا ہے۔ جب امام پڑھے چپ ہو جاؤ۔ اب اس میں فاتحہ کا نام ہے میں پہلے مولانا سے عرض کر چکا ہوں۔

میرے محترم اگر مناظرہ کرنا ہے تو فاتحہ کی روایت لاؤ جب بات بنے گی۔ اس کے بغیر بات کی کوئی قوت ہی نہیں ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ وہاں ہے کہ آپ نے کہا آمین کہو۔ اس کا بھلا کیا مطلب ہے تو اس کا معنی یہ ہوا کہ فاتحہ کے وقت میں چپ رہو۔ باقی میں چپ نہ رہو۔ آپ کے قول کے مطابق آپ نے استدلال کیا ہے کہ۔

واذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين. فقولوا آمين.

ے جب غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ کہے تو آمین کہو۔

تو مانا کہ یہ حکم فاتحہ کے وقت کے لئے خاص ہوا ہے اذا جو ہے وہ اپنے مظروف کو مقید کرتی ہے۔ تو ثابت ہوا کہ جب فاتحہ امام پڑھے تو اس وقت نہ پڑھو پھر پڑھ سکتے ہو۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود دامن پاک ماہ کنعان کا

اذا قرا فانصتوا اس سے مراد آپ کہتے ہیں فاتحہ جب پڑھے فاتحہ تو نتیجہ یہ ہوا کہ فاتحہ کے بعد منع نہیں ہے۔ فاتحہ سے پہلے منع ہے۔ مولانا صاحب کہتے ہیں امام کے پیچھے جتنی دیر امام سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے اتنی دیر نہ پڑھو بعد میں پڑھ لینا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى. اما بعد. فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم.

حضرت نے پہلی ٹرن میں چار روایات پیش کی تھیں۔ بخاری اور مسلم کی روایت میں مقتدی کا ذکر نہیں تھا۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ حضرت نے جس حدیث میں مقتدی کا لفظ نہیں وہ تو پڑھی اور جس میں حضور ﷺ نے مقتدی کو مخاطب کر کے فرمایا۔

واذا قرا فانصتوا۔

وہ حدیث آپ نے نہیں پڑھی۔ اس کے متعلق ایک بات تو حضرت نے یہ فرمائی کہ یہ مسلم میں سند کے ساتھ نہیں ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کسی زمانے میں مولانا ثناء اللہ امرتسری نے یہ بات کہی تھی تو اس پر سید سلیمان ندوی کو حکم مانا گیا۔ انہوں نے فیصلہ میں لکھا تھا کہ مولانا ثناء اللہ صاحب غلطی پر ہیں یہ حدیث سند کے ساتھ موجود ہے۔ اور امرتسر کے مولانا ثناء اللہ کے خاص مرید مولوی روشن دین نے اعلان کیا تھا کہ یہ بات صحیح ہے۔

اور یہ دیکھئے مسلم میں اس کی با قاعدہ سند موجود ہے۔ اس کے بعد حضرت نے جو جواب دیا ہے وہ قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ جب مان لیا کہ امام فاتحہ پڑھے اس وقت مقتدی نہ پڑھے تو بعد میں پڑھ لے۔ تو کیوں جب امام فاتحہ پڑھتا ہے تو یہ لوگ اس کے ساتھ پڑھتے ہیں یا بعد میں۔

اب دیکھیں نبی ﷺ کی حدیث کا انکار کرنے کے لئے کیسا عجیب طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ کہ یہ مان لیا گیا کہ اسی سورۃ کے متعلق ہے جس میں غیر المغضوب علیھم

ا لا الضالین آیا ہے۔ یہ اس سورۃ کے متعلق حضور ﷺ نے خاموش رہنے کا حکم دیا ہے۔ تو جو سورۃ آمین سے پہلے پڑھتا ہے وہ فاتحہ ہے۔ اور یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے۔ امام مسلمؒ اس کی صحت اجماع نقل کر رہے ہیں۔

اور حضرت نے مجھ سے یہ پوچھا ہے کہ میں نے جو بات کی تھی کہ حضرت عبادہؓ کی دو حدیثیں پڑھی تھیں ایک حدیث پڑھی تھی آدھی اور اس میں مقتدی کا نام نہیں تھا۔ یہ تھا جو فاتحہ اور کچھ زیادہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

ایک آپ نے پڑھی محمد بن اسحٰق والی حدیث جس پر میں نے جرح کی ہے۔ کہ وہ ایک دجال کذاب راوی ہے، مسلک اس کا شیعہ تھا، تقدیر کا منکر تھا۔ اور حنفیہ نے کسی فرض میں اس پر استدلال نہیں کیا۔ اس حدیث کے لفظ آپ نے یہ پڑھے تھے کہ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھیں اب یہ دونوں حدیثیں جو انہوں نے پڑھیں آپس میں ٹکرا گئیں۔ ایک میں تھا فاتحہ اور کچھ اور بھی پڑھے دوسری میں یہ ہے کہ فاتحہ کے علاوہ اور نہ پڑھے۔

حضرت نے یہ دونوں حدیثوں سے استدلال کرنے کے لئے طریقہ یہ اختیار کیا کہ پہلی حدیث آدھی پڑھی پوری نہیں پڑھی۔ تاکہ میری دونوں دلیلیں آپس میں ٹکرا نہ جائیں۔ لیکن میں نے تو صاف بات بتائی تھی کہ حضرت نے یہ کام کیا ہے۔ میں نے نسائی کے متعلق یہ عرض کیا تھا کہ وہاں بھی حضرت نے وہی کیا ہے کہ پہلی روایت پڑھی ہے کہ جس میں نافع مجہول ہے۔ اس کے بعد آگے آیت ہے۔

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْءَانُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾

حضرت کا یہ فرض تھا کہ ایک صفحہ سے ایک حدیث پڑھی تھی تو اس سے اگلی بھی پڑھ دیتے۔ فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔

قال قال رسول الله ﷺ.

اللہ کے نبی ﷺ نے یہ فرمایا۔

اذا كبر الامام فكبروا۔ جب امام اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو۔

واذا قرأ فانصتوا.

اور جب امام قرات پڑھے تو تم خاموش رہو۔ میں اس حدیث کے آگے لفظ۔

اذقال الامام غير المغضوب عليهم ولاالضالين. (۱)

تو بات صاف ثابت ہوگئی امام نسائی نے یہ بات بالکل واضح کردی حضرت فرمارہے تھے۔ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْءَانُ میں نماز کا ذکر نہیں۔ ٹھیک ہے اس میں قـــــرئ کا فاعل معلوم نہیں کون ہے فَاسْتَمِعُوا لَهُ. وَأَنصِتُوا کے مخاطب قرآن نے متعین نہیں کئے اللہ کے نبی ﷺ فرمارہے ہیں۔ واذا قرئ کا فاعل امام وَأَنصِتُوا کے مخاطب مقتدی ہیں۔

قرآن کی آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْءَانُ جب امام قرآن پڑھے. فَاسْتَمِعُوا لَهُ. وَأَنصِتُوا اے مقتدیو تم خاموش رہو۔ اے اللہ کے نبی ﷺ قرآن کی کس

(۱). حدثنا ابو بكر بن ابی شيبه ثنا ابو خالد الاحمر عن ابی عجلان عن زيد بن اسلم عن ابی صالح عن ابی هريره قال قال رسول الله ﷺ انما جعل الامام ليؤتم به فاذا كبر فكبروا واذا قرأ فانصتوا واذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقولوا آمين. واذا ركع فاركعوا واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا اللهم ربنا لك الحمد واذا سجد فاسجدوا واذا صلى جالساً فصلوا جلوساً اجمعين. ابن ماجہ ص ۶۱۔ اس کے علاوہ نسائی ص ۱۰۷ ج ۱ طحاوی شریف ص ۱۲۸ پر بھی موجود ہے۔

ا ' تعلق یہ حکم ہے؟ فرمایا وہ سورۃ جس میں۔ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

۔ وہ سورۃ جو امام آمین سے پہلے پڑھتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں حدیث کے متعلق امام مسلمؒ نے صحیح مسلم کے صفحہ ۱۷۴ پر لکھا

۔ عندی صحیح. یہ حدیث بھی صحیح ہے۔

اس طرح حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں (۱) حضورعلیہ نے فرمایا لا تفعلوا اجب

۔ آن پڑھے تو تم خاموش رہو۔ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں۔ کتاب القرأت کی

۔ت ہے۔ فرمایا حضورعلیہ کے پیچھے ایک شخص نے قرآن پڑھا۔ قرأ فی نفسه اپنے دل میں

۔ آہستہ پڑھا۔ جب آپ علیہ فارغ ہوئے تو فرمایا سنو اذا قرأ فانصتوا اے میرے

۔ یہ خاموش رہو۔ (۲)

---

(۱). حدثنا احمد بن داؤد قال ثنا یوسف بن عدی قال ثنا عبیدالله بن عمرو عن ایوب عن ابی قلابه عن انسؓ قال صلی رسول الله ﷺ ثم اقبل وجهه فقال اتقرؤن والامام یقرأ فسکتوا فسألهم ثلثاً فقالوا انا لنفعل هذا قال لا تفعلوا . طحاوی ص ۱۵۹، کتاب القرأت ص ۱۵۱.

(۲). وروی بعض الناس باسناده عن عبدالمنعم بن بشیر عن عبد الرحمن بن زید بن اسلم عن ابیه عن جده عن عمر بن الخطابؓ قال صلی رسول الله ﷺ یوم صلوة الظهر فقرأ معه رجل من الناس فی نفسه فلما قضی صلوته قال هل قرأ معی منکم احد قال ذالک ثلثا فقال له الرجل نعم یا رسول الله انا کنت اقرأ بسبح اسم ربک الاعلی قال ما لی انازع القرآن اما

حضرت عثمانؓ کے بارے میں کتاب القرأت بیہقیؒ میں لکھا ہے۔ کہ آپ آرڈیننس ۹
تھے۔

اذا قمتم الی الصلوة فلیقوموا صفوفکم.

جب نماز کھڑی ہو تو تم صفیں سیدھی کرلیا کرو۔ واذا قـرأ الامـام اور جب امام قرأت
پڑھنا شروع کردے فانصتوا تم خاموش ہوجایا کرو (۱)۔

حضرت علیؓ کی روایت ہے کتاب القرأت بیہقیؒ میں موجود ہے۔ فرماتے ہیں جب امام
نماز پڑھ رہا ہو انصتوا تم خاموش رہو (۲)۔

یکفی احدکم قرأة امامه انما جعل الامام لیؤتم به فاذا قرأ فانصتوا . کتاب القرأت ص ۱۱۴ .

(۱). عن عطاء الخراسانی قال کتب عثمانؓ الی معاویةؓ اذا قمتم الی الصلوة فاستمعوا له وانصتوا فانی سمعت رسول الله یقول للمنصت الذی لا یسمع مثل اجر السامع المنصت وفی روایة اخری ان امر قبلک فلیقوموا صفوفهم ولیحاذوا بین المناکب ولینصتوا ولیسمعوا. کتاب القرأت ص ۱۱۶

(۲). اخبرنا ابو عبدالله الحافظ نا ابو احمد علی بن محمد بن عبدالله المروزی نا احمد بن یوسف التغلبی ثنا غسان الموصلی واخبرنا ابو سعد الصالین انا ابو احمد بن عدی الحافظ نا علی بن احمد بن مروان نا علی بن حرب نا غسان بن الربیع نا قیس بن الربیع عن محمد بن سالم عن الشعبی عن الحارث عن علیؓ قال سال رجل النبی اأقرأ خلف الامام ام انصت قال لا بل

آیتیں نازل ہوئی ہیں صحابہ اس کا شان نزول کیا بیان کرتے ہیں؟۔ یہ میرے ہاتھ
میں ہے عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔

کانت بنوا اسرائیل اذا قرأت آئمتهم جاوبوهم. [1]

بنواسرائیل یہودیوں عیسائیوں کا مذہب یہ تھا کہ جب ان کی جماعت ہوتی توان کا امام
پڑھتا تھا۔ زبور پڑھتا تورات پڑھتا توان کے مقتدی بھی پیچھے پڑھتے تھے۔

فکره الله لهذه الامة.

اللہ نے اس امت کے لئے یہودیوں کی یہ تشبیہ پسند نہیں کی۔

فنزلت واذا قرى القرآن فاستمعوا له وانصتوا
لعلكم ترحمون.

اللہ نے فرمایا جب تک میں نے حکم نہیں بھیجا تھا اس وقت تک تم دوسرے مذہب کی طرح
پیچھے پڑھتے رہے ہو۔ لیکن آج کے بعد تمہارا امام پڑھے گا اے مقتدیو تم خاموش رہو۔
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کون عبداللہ بن مسعودؓ صحیح بخاری میں حضورﷺ کی حدیث
ہے اگر قرآن سیکھنا چاہو تو پہلے عبداللہ بن مسعودؓ سے سیکھو [2] آپ فرماتے ہیں۔ کتاب

الصمت فانه يكفيك . كتاب القرأت ص ١٦٣ .

(١). واخرج ابو الشيخ عن ابن عمر قال كانت بنو اسرائيل اذا قرأت آئمتهم جاوبوهم فكره الله ذالك لهذه الامة قال واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا . (تفسير دو منثور ص ١٥٦ ج٣)

(٢). حدثنا سليمان بن حرب ثنا شعبة عن عمرو بن مره عن ابراهيم عن مسروق قال ذكر عبدالله عند عبدالله بن عمرو

القرأت بیہقی میں یہ روایت موجود ہے۔

اما ان لکم ان تفهموا اما ان لکم ان تعقلوا

فقال ذاک رجل لا ازال احبه بعد ما سمعت رسول الله يقول استقرؤا القرآن من اربعة من عبدالله بن مسعود فبدأ به و سالم مولى ابى حذيفة وابى بن كعب و معاذ بن جبل قال ولا ادرى بدأ بابى او بمعاذ بن جبل.

مسروق سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں عبداللہ بن عمرو کے پاس عبداللہ بن مسعود کا تذکرہ کیا گیا پس فرمایا وہ ایسا شخص ہے کہ ہمیشہ میں اسی سے محبت کرتا رہا۔ بعد اس کے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے چار آدمیوں سے قرآن سیکھو۔ عبداللہ بن مسعود سے، ابتداء آپ ﷺ نے انہیں سے کی اور سالم جو ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، اور ابی بن کعب، اور معاذ بن جبل سے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے پہلے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا نام لیا یا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا۔ بخاری شریف ص ۵۳۱ ج ۱۔ یہی روایت ترمذی شریف ص ۲۲۲ ج ۲ پر بھی ہے۔ ح ۲۰۱۲۔

حدثنا علی بن محمد ثنا وکیع ثنا سفین عن ابی اسحق عن الحرث عن علی قال قال رسول الله ﷺ لو کنت مستخلفا احدا عن غیر مشورة لا ستخلفت ابن ام عبد.

ترجمہ۔ بیان کیا ہمیں علی بن محمد نے وہ فرماتے ہیں بیان کیا ہمیں وکیع نے کہ بیان کیا ہمیں سفیان نے ابو اسحق سے وہ حارث سے وہ علی سے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو بغیر مشورہ کے خلیفہ بناتا تو میں ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود کو خلیفہ بناتا) ابن ماجہ ص ۱۳۔

...ا قری ٔ الْقُرْءَانُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾

کہ کیا تمہیں عقل وفہم نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں عقل دی ہے۔ سوچو امام کے

... کیوں پڑھا ہے۔ [1]

...ا قرِیءَ الْقُرْءَانُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کتاب القرات بیہقی میں روایت ہے جس نے

...ں فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں۔ لیکن اگر مقتدی امام کے پیچھے کھڑا ہو تو پھر جب امام پڑھے

...ان مقتدی سنے۔

کیوں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

...اذا قرِیءَ الْقُرْءَانُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾

(کتاب القرأت بیہقی)

چوتھے صحابی حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہ اور میرا بھی

...ل ہے کہ یہ آیت قرأت خلف الامام کے بارہ میں نازل ہوئی ہے[2]۔

---

(۱). صلی ابن مسعود فسمع اناسا یقرؤن مع الامام فلما انصرف قال اما ان لکم ان تفهموا اما آن لکم ان تعقلوا واذا قریٔ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون. (تفسیر ابن جریر ص ۱۰۳ ج۹)

(۲). اخبرنا ابو عبداللہ الحافظ انا ابو علی الحافظ نا محمد بن علی بن الحسن بن الحرب الرقی ثنا محمد بن عمرو بن عباس نا زکریا بن یحی بن عمارة الذارع نا هشام بن زیاد عن الحسن

اس کتاب القرأت میں حضرت عائزؓ جو حضور ﷺ کے صحابی ہیں۔ یہ فرماتے ہیں ا
اس آیت کا شان نزول مسئلہ قرأت خلف الامام ہے[1] اور اللہ کے نبی ﷺ نے یہ بات واضح
دی کہ خاص وہ سورۃ مراد ہے جس میں غیر المغضوب علیہم آتا ہے خاص وہ سورۃ مراد
جو امام آمین سے پہلے پڑھتا ہے۔ میں نے اللہ کے نبی ﷺ کی سات حدیثیں اور اللہ کے نبی ﷺ
کے صحابہؓ کی پانچ حدیثیں بیان کر دیں۔

امام احمدؒ روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ امت کا اجماع اس بات پر ہے کہ یہ آیت
قرأت خلف الامام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کتاب القرأت میں اٹھارہ تابعین
کے مفسرین ہیں مدینہ کے مفسرین ہیں۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلي على رسوله الكريم. اما بعد. فاعوذ

عن عبدالله بن المغفل في هذه الآية واذا قرئ القرآن فاستمعوا
له وانصتوا قال في الصلوة

(کتاب القرأت ص ۸۷)

(۱). اخبرنا احمد بن الحسين بن احمد الحيرى نا ابو العباس
الاموى نا يحي بن ابى طالب انا كثير بن هشام انا هشام ابو
المقدام عن معاوية ابن قرة قال قلنا لعبدالله بن مغفل او لعائذ بن
عمرو كل من استمع القرآن يقرأ به وجب عليه الاستماع
والانصات قال انما انزلت هذه الآيه واذا قرئ القرآن فاستمعوا
له وانصتوا في قرأة الامام فاذا قرأ فاستمعوا له وانصتوا .

(کتاب القرأت ص ۸۸)

باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

مولانا نے دو باتیں کی ہیں بات لمبی ہو جائے گی۔ مولانا نے نافع بن محمود کو مجہول کہا ہے حالانکہ ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ پھر اس کے کئی شاگرد موجود ہیں پھر کہتے ہیں ایمول مدلس ہے۔ حالانکہ اس نے حدثنا سے بیہقی میں روایت کیا ہے۔

پھر کہا کہ ابن اسحٰق پر جرح کی گئی ہے۔ ان کو چھوڑیئے مولانا آپ کے مذہب کا بڑا عالم ابن ہمام میرے سامنے ہے فتح القدیر میرے سامنے ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں؟۔ ابن اسحٰق کے بارے میں چلو آپ اپنے گھر کا فیصلہ لے لیجئے۔ غیروں کی بات چھوڑ دیجئے۔ فتح القدیر جلد اول صفحہ نمبر فرماتے ہیں۔

وما نقل عن مالک فیہ لا یثبت.

ابن ہمام جو بہت بڑا مجتہد مانا جاتا ہے ہدایہ کی شرح میں لکھتا ہے صحیح یہ ہے کہ ابن اسحٰق معتبر ہے، ثقہ ہے۔

اور جو امام مالکؒ کی طرف نسبت کی جاتی ہے، کہ یہ دجال ہے، جھوٹا ہے، کذاب ہے، لا یثبت ثابت نہیں ہے۔ اگر آپ مان لیں ہم اس بات کو نہیں مانتے۔ کیونکہ سب علماء اس کو ثقہ کہتے ہیں۔ اس کی روایت کرتے ہیں حتی کہ یہ کہتے ہیں امام شعبہ بہت بڑے محدث ہیں امیر المومنین فی الحدیث اور کہتا ہے کہ امام مالکؒ نے اس کے ساتھ صلح کی دشمنی کی بنیاد پر اگر کہا ہے تو پھر اس کے ساتھ صلح کی دوستی کی۔ معاملہ سارا ختم ہوگیا۔

اب یہ دوسری جگہ پر لکھتا ہے صفحہ ۳۰۱ پر۔

امام ابن اسحٰق فثقۃ ثقۃ لا شبہۃ عندنا فی ذالک

ولا عند المحدثین.

امام ابن ہمام کہتے ہیں کہ ابن اسحٰق جو ہے وہ ثقہ ہے، معتبر ہے، معتبر ہے، لا شبۃ عندنا فی ذالک ہمارے نزدیک اس میں کوئی شبہ نہیں۔ ولا عند المحدثین اور نہ محدثین کے

نزدیک شبہ ہے۔

لہذا آپ کا یہ اعتراض ختم ہے۔ کہتے ہیں مجھ پر یہ الزام لگاتے ہیں مسلم نے مسند روایت نقل نہیں کی۔ پھر کہا مولانا نذیر صاحب، مولانا ثناء اللہ صاحب نے کہا تو وہ بات گذر چکی ہے۔ اب مسلم کو نکالو یہاں اگر نہ ملے تو غیر مسند ہوگی۔

آگے کہتا ہے کہ آدھی حدیث پڑھی۔ میں نے یہ کہا کہ مسئلہ کے ساتھ تعلق تھا۔ میں لے کہا آپ نے پوری پڑھی تو اس میں بھی آپ کو پکڑا ہے۔ پھر کہتے ہیں میں نے اتنے اقوال پیش کئے۔ جتنے آپ نے اقوال پیش کئے، روایتیں پیش کیں کسی میں بھی مولانا نے یہ ترجمہ کیا کہ فاتحہ نہ پڑھو؟۔

مولانا نے فرمایا کہ جب امام پڑھے تو چپ رہو۔ جب امام پڑھے تو خاموش رہو۔ کہتے ہیں کہ یہاں سورۃ فاتحہ مراد ہے تو پھر حدیث کا ترجمہ مولانا کے کہنے کے مطابق کیا ہوا؟۔ کہ جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تم آمین کہو۔ اس سے یہ سورۃ فاتحہ میں ہے، اس سے دلیل یہ دیتے ہیں کہ یہاں فاتحہ مراد ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں ہے کہ جب فاتحہ پڑھے۔ تو جب فاتحہ پڑھے تو اس وقت تو روکو، بعد میں کیوں روکتے ہو۔

بہرحال سوال یہ ہے کہ مولانا نے اس روایت کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے آگے روایت پیش کی کہتے ہیں کہ اس میں مقتدی کا لفظ نہیں ہے۔ اپنی طرف سے بنایا ہے۔ اس میں ہے لا صلوۃ۔ جو شخص اس میں ہے کوئی ہو جس طرح لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ کسی قسم کی نبوت نہیں۔ لا صلوۃ کسی قسم کی نماز نہیں۔ نبی کے الفاظ یہی ہیں۔ لہذا فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہے۔

ہاں یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ آپ نے مقتدی کو فاتحہ منع کی ہو۔ پھر تو مقابلہ ہوگا اس کے بغیر مقابلہ کی صورت ہی نہیں ہے۔ پھر آپ نے اقوال پیش کئے انہی صحابہ کے اقوال عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا قول، علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا قول اسی طرح جن کا

اپ نے نام لیا۔ آپ کیا کہتے ہیں کہ یہاں فاتحہ پڑھنے سے منع ہے۔ اگر مراد فاتحہ ہے تو کہاں ہے؟۔ آپ نے روایات پیش کیں کہ اس میں وہ الفاظ ہیں کہ تمام امت کا اجماع ہے کہ یہ فاتحہ خلف الامام کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ بھی غلط کہا آپ نے۔ اجماع فی الصلوٰۃ ہے صرف فاتحہ نہیں ہے۔

پھر آپ نزول بتاتے ہیں آپ کے فقہاء اس سے دو مسئلے نکالتے ہیں۔ دوسرا مسئلہ نکالتے ہیں خطبہ کا۔

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْءَانُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

کہتے ہیں خطبہ میں خاموش رہو۔ اس آیت سے استدلال کیا ہے اور ساتھ یہ بھی مانتے ہیں۔ اور خطبہ کے لئے بھی مانتے ہیں۔ اس آیت میں تین چار اقوال ہیں، صرف ایک قول نہیں ہے۔ آپ نے باقی قول چھوڑ دیئے اور آپ کے فقہاء خطبہ کے لئے بھی کہتے ہیں اور نماز کے لئے بھی کہتے ہیں، اور ساتھ خطبہ میں یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کا نام بھی آجائے فیصلی السامع. جب خطبہ میں رسول اللہ ﷺ کا نام لے تو درود شریف پڑھ لے۔ یہ آپ نے پڑھنا کیوں شروع کیا۔

اگر اسی آیت سے استدلال کیا ہے تو اس میں ایسا حکم کیوں داخل کرتے ہو جو خود اس کے خلاف ہو۔ آپ اس آیت کی کئی مخالفتیں کریں گے۔ جب قرآن پڑھا جائے تو مدرسے میں کتنے طلباء بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ ایک کو حکم کیوں نہیں دیتے۔ جب ختموں پر جاتے ہو، درود دینے کے لئے، ختم دینے کے لئے تو کتنے مل کر پڑھتے ہو۔

پھر امام کے پیچھے قرآن کیوں نہیں پڑھتے ہو، ثناء کیوں پڑھتے ہو؟ کہتے ہو امام جب پڑھے تو چپ ہو جاؤ۔ حکم تو خود توڑتے ہو فجر کی نماز ہو رہی ہے پھر یہ سنت کیوں پڑھتے ہو۔ تو خود اس کے خلاف ہو گئے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں نماز شروع ہے تکبیر ہو گئی ہے۔ امام قرأت کر رہا ہے۔ اب میں باہر سے آیا ہوں نماز میں داخل ہو جاؤں یا ناں۔ کیسے نہ داخل ہو جاؤں۔ داخل

ہونے کی کیا صورت ہے۔

اللہ اکبر کہہ کر اب اللہ اکبر کہوں گا۔ جب کہوں گا تو چپ میں تو نہیں ہوا۔ جب چپ ہوا تو مخالفت ہوئی۔ تو میں کیسے داخل ہو جاؤں۔ آپ خود اس آیت کی مخالفت کر رہے ہیں جب آپ مان چکے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ اسے لکھا ہے متعارض ہے تو پھر آپ اس کو دلیل کس طرح بناتے ہیں۔ آپ کا قاعدہ اس کو نہیں مانتا۔ پھر اس کے بعد میں نے آپ کے قواعد پیش کئے نور الانوار، توضیح وہ سب لکھتے ہیں کہ یہ آیتیں آپس میں معارض ہیں۔ لہذا یہ ساقط ہیں۔

اب کیا سمجھیں۔

جسے نواسہ سمجھا وہ نانا نکلا

آپ کے بڑے کہتے ہیں کہ یہ روایت معتبر نہیں ہے۔ یہ آیت حجت نہیں ہے۔ آپ اس کو دلیل بناتے ہیں۔ اس لئے میرے دوست میرا مطالبہ جو میں نے روایتیں پیش کیں ان کے متعلق مولانا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر میں نے صحیح روایت پیش کی ہے کہ۔

لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب خلف الامام.

نہیں ہے نماز اس شخص کی جس نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔

اب مجھے بتاؤ اس کے سوا اور مولانا کو کیا چاہئے؟۔ ایک اور روایت پڑھ دوں حدیث ہے۔

ان رسول الله قال من صلى خلف الامام فليقرأ بفاتحة الكتاب.

جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے وہ سورۃ فاتحہ پڑھے اب یہ رسول ﷺ کا حکم صحیح ہے یہ اس کا جواب مولانا آپ کے ذمہ ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ

الحمد لله و كفى والصلوٰة والسلام علىٰ عباده الذين

اصطفٰی. اما بعد. فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

میں نے آپ کے سامنے قرآن پاک کی ایک آیت پڑھی تھی، اور سات حدیثیں اللہ کے نبی ﷺ کی، اور پانچ صحابہ سے اس کی تفسیر اور اٹھارہ تابعین جو مکہ کے تابعین ہیں، مدینہ کے تابعین ہیں، کوفہ کے تابعین ہیں، بصرہ کے تابعین ہیں اور پانچ صحابہ ؓ نے کہا کہ یہ قرات کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت نے اجماع کے متعلق مجھے یہ جواب دینے کی کوشش کی ہے کہ امام احمدؒ نے صرف یہ فرمایا کہ یہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ قرآن کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہی ہے اس کا مطلب قرأت کے بارہ میں نہیں ہے۔ حضرت آیت کے لفظ ہیں۔ واذا قرئ القرآن جب نماز میں قرآن پڑھا جائے۔ تو مطلب وہی نکلے گا۔ مطلب تو یہی ہے ساری نماز کا مسئلہ نہیں ہے۔ جب امام نماز میں قرآن پڑھے گا اس وقت تم خاموش ہو جاؤ۔ یہ بات حضرت نے تسلیم کر لی کہ آیت بھی اسی بارہ میں ہے۔ یہ سات حدیثیں ہیں۔

حضرت یہ فرما رہے ہیں کہ ترجمہ میں فاتحہ کا لفظ نہیں آیا۔ میں نے وضاحت کر دی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ والی آیت پڑھ کر سورۃ فاتحہ متعین کر دی ہے۔ آمین کا لفظ بیان کر کے متعین کر دی ہے۔ کہ امام جو سورۃ آمین سے پہلے پڑھتا ہے۔ وہ ہوتی ہے۔ اس کے بعد حضرت نے میرے اعتراضات کے جواب دینے کی کوشش کی ہے۔

کتاب القرأت میں مکحول نے حدثنا کہا ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ اس حدیث کی سند میں کتاب القرأت بیہقیؒ میں حدثنا نہیں ہے۔ حضرت نشان لگا کر میرے پاس بھیج دیں۔ کتاب القرأت میں یہ لفظ نہیں ہے۔

دوسرا آپ نے کہا ہے کہ نافع کے متعلق۔ میں نے نافع کے متعلق مجہول کہا تھا۔ ابن

حبان نے اسے ثقہ کہا ہے۔اس کے آگے ابن حبان نے کیا کہا ہے۔ حیرت ہے کہ وہ حضرت نے وہ بات بیان ہی نہیں کی یہ نافع وہ شخص تھا جس کی دنیا میں یہی ایک حدیث ہے۔ اور ابن حبان کہتے ہیں حدیثه معلل [1]۔ اس کی یہ حدیث بیمار ہے صحیح نہیں ہے۔

حضرت نے اتنا تو بیان کر دیا لیکن ابن حبان نے اس کی حدیث کے متعلق نافع پر جو جرح کی ہے وہ آپ کو نہیں بتائی۔ اس کے بعد حضرت فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق کے متعلق امام ابن ھمام نے یہ لکھ دیا ہے کہ امام نے رجوع کر لیا تھا، صلح کر لی تھی، میں کہتا ہوں کہ امام مالکؒ کے رجوع کا جو آپ ذکر کر رہے ہیں۔ میں نے امام مالکؒ کے علاوہ ابن نمیرؒ، ہشام بن عروہؒ بہت سے محدثین سے بیان کیا ہے سب نے رجوع کر لیا ہے؟۔ابن اسحٰق کے متعلق جب باقی سب کی جرح مقبول ہے تو آخر آپ نے ایک فرض ثابت کرنا ہے۔آپ ایسے آدمی کے پیچھے کیوں لگے ہوئے ہیں جس کو بہت سے محدثین دجال کہتے ہیں۔کوئی اس کو شیعہ کہتا ہے۔کوئی اسے تقدیر کا منکر کہتا ہے۔

اور صحیح مسلم میں روایت ہے کہ منکر تقدیر کا اسلام بھی صحابہ نے نہیں مانا۔ [2] آپ تقدیر کے منکر کی حدیث میرے سامنے پڑھ رہے ہیں۔اگر تقدیر کے منکر کی بات ماننی ہے تو پہلے ایمان مفصل سے یہ نکالو گے والقدر خيره وشره من الله. یہ محمد بن اسحٰق وہی ہے جو معراج جسمانی کا منکر ہے۔اور مرزائی اس کی روایت سے استدلال کرتے ہیں۔ یہ وہی ہے جس نے یہودیوں عیسائیوں کی باتیں اسلام میں شامل کیں۔اور آج تک عیسائی اسلام پر اعتراض کر رہے ہیں ان باتوں کی وجہ سے جو اس محمد بن اسحٰق نے اسلام کی کتابوں میں شامل کیں۔ وہ محمد بن اسحٰق جس کی

(۱)۔میزان الاعتدال ص ۲۴۲ ج ۴

(۲)۔ اسی طرح ابن ماجہ میں روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا ان مجوس هذه الامة المكذبون باقدار الله . کہ اس امت کے مجوسی منکرین تقدیر ہیں (ابن ماجہ ص ۱۰)

روایت آپ قرآن کے مقابلہ میں پیش کر رہے ہیں، صحیح احادیث کے مقابلے میں پیش کر رہے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ شعبہ کہتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق امیر المؤمنین فی الحدیث ہے۔ حضرت اس کی سند مجھے دکھائیں۔ اس کی سند میں اعمش بن عمیر ابن جعفہ ہے۔ یہ منکر حدیث ہے یہ بات شعبہ سے ثابت ہی نہیں ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

اس کے بعد یہ فرماتے ہیں کہ اذا قرا فانصتوا کا معنی ہے کہ جب امام فاتحہ پڑھ رہا ہو تو خاموش رہو۔ تو مقتدیو تم فاتحہ نہ پڑھو تم خاموش رہو۔ تو یہ ثابت ہو گیا اب اس کے بعد آپ کہتے ہیں کہ مقتدی پڑھے۔ تو آپ اس حدیث میں آگے اللہ کے نبی ﷺ سے یہ اضافہ دکھادیں کہ

واذا قرا الامام السورة فاقرؤا الفاتحة.

جب امام سورۃ پڑھے اے مقتدیو فاتحہ پڑھ لیا کرو۔

میں پورے دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ دنیا کی کسی حدیث کی کتاب میں ایسی حدیث موجود نہیں ہے۔ حضرت آپ بار بار مجھے فرما رہے ہیں کہ محمد ابن اسحٰق کو ابن ہمام نے یہ کہا، فلاں نے یہ کہا۔

پھر فرماتے ہیں کہ حنفی فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ یہ آیت دونوں کے بارے میں ہے۔ نماز کے بارے میں بھی ہے، خطبہ کے بارے میں بھی۔ تو کیا یہ بات میرے خلاف ہو گئی؟ نماز کے بارے میں حضرت نے مان لیا تو میرا دعویٰ بالکل ثابت ہو گیا۔ میں نے کب کہا کہ خطبہ کے بارے میں آپ خاموش نہ رہیں۔ خطبہ کے بارے میں ہے کہ آپ بے شک پڑھیں اس بات کو پیش کریں۔ یہ اس کے مخالف نہیں اب ان سات حدیثوں کے بعد اور سنیں۔

عن جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی رکعتا ولم یقرأ بام القرآن فلم یصل.

جس نے ایک رکعت بھی پڑھی اس میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔

الا ان یکون وراء الامام.

﴿طحاوی شریف صفحہ نمبر ۱۲۸﴾

اللہ کے نبی ﷺ فرمار ہے ہیں کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

عن انس قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ ثم اقبل علینا بوجهه فقال أتقرؤن والامام یقرأ فسکتوا فسالهم ثلثاً فقالوا انا نفعل قال فلا تفعلوا.

عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ کل صلوٰة لا یقرأ فیها بام القرآن.

ہر وہ نماز جائز نہیں ہوتی جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے۔

الا ان یکون وراء الامام

مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو(۱)۔

اور پھر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے۔

من لم یقرأ بفاتحة الکتاب فلا صلوٰة له الا وراء الامام. (۲)

(۱)۔ طحاوی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰۷

(۲)۔ اخبرنا محمد بن عبداللہ الحافظ اخبرنی بالویه بن محمد بن بالویه ابوالعباس المرزبانی ثنا ابوالعباس محمد بن شادل بن علی ثنا عمر بن زرارة ثنا اسمعیل بن ابراهیم عن علی بن قیسان عن ابن ابی ملیکة عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ کل

فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں یہ فرمایا اے صحابہ یہ بات سن لو یاد کرو وہ نماز جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز نہیں ہوتی مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔

(کتاب القرأت بیہقی صفحہ ۱۷۳)

عن ابی هريرة قال. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قال رسول الله ﷺ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا كل صلوٰة لا يقرا فيها بام الكتاب ہر وہ نماز جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز نہیں ہوتی۔ الا ان يكون وراء الامام مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔ یہ بھی کتاب القرأت میں ہے (۱)۔

بیہقی کی روایت ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

سئل رسول الله ﷺ أفي كل صلوٰة قراة؟

حضور ﷺ بیٹھے ہیں کہ ایک آدمی نے آ کر پوچھا کہ حضرت ہر نماز میں قرأت پڑھنی

صلوة لا يقرا فيها بفاتحة الكتاب فلا صلوة الا وراء الامام.

(کتاب القرأت ص ۱۷۳)

(۱). اخبرنا ابو عبدالله الحافظ انا ابو بكر بن اسحق الفقيه انان احمد بن بشر بن سعد المرثدى نا فضيل بن عبداوهاب نا خالد يعنى الطحان ح قال ابو عبدالله واخبرنى ابو بكر بن عبدالله نا الحسن بن سفيان نا محمد بن خالد بن عبدالله الواسطى نا ابى عن عبدالرحمن بن اسحق عن سعيد المقبرى عن ابى هريرة قال قال رسول الله ﷺ كل صلوة لا يقرأ فيها بام الكتاب فهى خداج الا صلوة خلف الامام. (كتاب القرأت ص ۱۷۱)

چاہئے۔ قال نعم فرمایاہاں۔ سننے والا کہتا ہے۔ وجبت هذه یہ واجب ہوگئی۔ حضرت فرماتے ہیں۔

ما اری الامام اذا ام القوم وقد کفٰی به. [1]

نہیں کہیں غلطی میں نہ آجانا۔ جب امام نماز پڑھے تو امام کا پڑھنا مقتدی کے لئے کافی ہے۔ مقتدی کو نہیں پڑھنا چاہئے۔ یہی بات حضور ﷺ کی مجلس میں حضرت ابودرداء ؓ نے پھر آکر لوگوں کو بتائی۔ فرماتے ہیں۔

کنت اقرب القوم من رسول الله ﷺ

میں حضور ﷺ کے قریب بیٹھا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا مقتدی کو امام کے پیچھے نہیں پڑھنی چاہئے۔ تو پھر میں نے اس کا اعلان کیا۔ یہ میں نے سات حدیثیں اور پڑھی ہیں اور ان حدیثوں میں صاف فاتحہ کا لفظ ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد. فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

---

(۱). اخبرنا محمد بن عبدالله الحافظ ثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ثنا العباس بن محمد الدوری ثنا زید بن الحباب عن معاویة ابن صالح حدثنی ابوالزاهریة حدثنی کثیر بن مرة عن ابی الدرداء قال سئل رسول الله ﷺ افی الصلوة قرأت فقال نعم فقال رجل من الانصار وجبت هذه وکنت ادنی القوم الیه فقال رسول الله ﷺ ما اری الرجل اذا ام القوم الا قد کفاهم.

(کتاب القرأت ص ۱۴۷)

مولانا نے فرمایا پھر جو روایتیں پیش کیں طحاوی کے حوالے سے مولانا کی اس روایت میں یحیٰ بن سلام ہے جو ضعیف ہے۔سب سے بڑھ کر یہ کہا کہ یہ روایت موطا میں موجود ہے۔حالانکہ موطا میں یہ روایت موجود نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

یحیٰ بن سلام کا ترجمہ آپ میزان میں دکھا سکتے ہیں؟۔وہاں نہیں ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔۔

میزان میں اگر نہیں ہے تو تہذیب میں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

تہذیب میں بھی نہیں ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔۔

لسان میں ہے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ہاں لسان میں ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔۔

کہیں تو ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

کیا لسان میں لکھا ہے کہ ضعیف ہے؟۔یہاں یہ کہتے ہیں کہ امام المفسرین والمحدثین.

پیر بدیع الدین راشدی۔۔

اس میں نہیں لکھا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آپ لسان سے یحیٰی بن سلام کا ترجمہ نکالیں میں آپ کو دکھاتا ہوں۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

یہ ضعیف ہے۔[1] نیز موطا میں یہ رسول اللہ ﷺ کی روایت ہی نہیں ہے۔[2] بلکہ جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔اس کے بعد آپ نے دوسری حدیث آپ نے بیہقیؒ کی پیش کی ہے۔اس کی ایک ایک روایت پر جرح کی ہے۔

آپ نے کہا دار قطنی میں روایت ہے۔وہ کہاں ہے نکال کر دکھائیں۔آپ وہ روایت پیش کریں جس کو بیہقیؒ نے خود پیش کیا ہو لیکن جرح نہ کی ہو۔

پھر فرماتے ہیں ابن اسحٰق پر جرح ہے وہ بھی آپ نے کی ہے۔یہ تو آپ کے بڑوں نے کی ہے۔ہمارے نزدیک وہ ثقہ ہے لا شبهة عندنا ہمارے نزدیک کوئی شبہ نہیں ہے۔

آپ نہ حنفی ہیں اور نہ اور کچھ۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

کوئی ایک طریقہ تو اختیار کرو۔یا اپنے بڑوں کی بات مانو یا اور کسی کی بات مانو۔

پھر کہتے ہیں ابن حفص جو ہے وہ منکر ہے۔اس کو کس نے منکر کہا ہے؟۔کیا اس کا نام جانتے ہو؟۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

اس کا نام احمد بن عمیر ابن حفص ہے۔

(۱)۔پیر صاحب بلا دلیل زور لگا رہے ہیں کہ یہ ضعیف ہے کیا ہی خوب ہوتا کہ اس پر ایک حوالہ پیش فرما دیتے۔

(۲)۔اس کا جواب بھی آگے آرہا ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

اس کو کیا لکھا ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

لسان المیزان میں لکھا ہے۔

له رواية من مناكير.

تو جو روایت اس کی منکر ہوگی وہ نہیں مانی جائے گی۔ تو یہ نہیں کہ ساری مانی جائیں گی لیکن منکر روایت نہیں مانی جائے گی۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ ابن حبان اس کے تابع میں نافع کو لایا ہے ابن حبان کی کتاب کا قلمی نسخہ میرے پاس ہے اس میں یہ بات نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

خلاصہ میں یہ بات موجود ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

اصل کتاب موجود ہے اس میں نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

نسخوں میں اختلاف ہوسکتا ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

ابن حبان کی کتاب موجود ہے اللہ اس پر گواہ ہے اس میں یہ جملہ قطعاً نہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ذكر ابن حبان في كتابه وقال حديث معلل.

پیر بدیع الدین راشدی۔

کتاب میں یہ لفظ موجود نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

جنہوں نے نقل کیا ہے انہوں نے بھی تو کتابوں سے نقل کیا ہے اگر آپ کے نسخہ میں موجود نہیں ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے دوسری میں موجود ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

کسی نسخہ میں موجود نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آپ کے پاس نہ ہو لیکن خلاصہ میں تہذیب الکمال والے نے سب نے یہ جملہ لکھا ہے کیا ان کے سامنے یہ نسخہ نہیں تھا۔ آپ خلاصہ دیکھ لیں میرے پاس موجود ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

ایک ہے نقل کتاب، نقل میں تو غلطی ہوسکتی ہے اصل کتاب میں غلطی نہیں ہوسکتی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

کسی نسخہ میں بات ہوتی ہے کسی میں نہیں ہوتی اور کیا کسی نے آپ سے پہلے اس کی تردید کی ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

عبدالرحمن مبارکپوری نے کی ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

صرف عبدالرحمن مبارکپوری نے کی ہے کیا ابن حجر نے کی ہے، تلخیص الجبیر میں کی ہے، لسان المیزان والے نے کی ہے، عبدالرحمن مبارکپوری کوئی بین الاقوامی شخصیت تو نہیں۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

جھگڑے کا حل یہی ہے کہ اصل کتاب کی طرف رجوع کیا جائے اب کتاب چھپ کر آئی ہوا اس میں موجود ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

پیش کریں۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

کتاب اس وقت موجود نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

پہلے فیصلہ ہوا تھا کہ جو کتاب یہاں موجود نہ ہو اس کی بات نہیں کی جائے گی۔ اور جو یہاں ہے اس کو آپ مان لیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد لله و کفٰی والصلوٰة والسلام علٰی عباده الذین اصطفٰی. اما بعد. . فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

میں ایک قرآن پاک کی آیت پیش کر چکا ہوں۔ حضرت نے قرآن کی کوئی آیت اپنے مسلک کے ثبوت کے لئے پیش نہیں کی۔ اس کے بعد سات حدیثیں، جس میں فاذا قرا فانصتوا یا اس کے ہم معنی الفاظ آ رہے ہیں۔ وہ پیش کی ہیں۔

حضرت نے ان کو تسلیم کر کے یہ بات کہی ہے کہ اس کا یہی معنی ہے کہ جب امام فاتحہ نہ پڑھے تو مقتدی نہ پڑھے۔ لیکن حضرت اس کے بعد یہ فرماتے ہیں لیکن اس میں یہ بات نہیں ہے کہ بعد میں بھی نہ پڑھے۔ یہ تو حضرت کے ذمے ہے کہ یہ دکھائیں کہ بعد میں پڑھ لے۔

اصل مسئلہ تو یہی تھا کہ فاتحہ امام پڑھے تو مقتدی خاموش رہے۔ وہ سات احادیث نکلا۔

اس کے بعد میں نے سات حدیثیں فاتحہ کے لفظ سے بیان کیں، اس پر حضرت فرمارہے ہیں کہ اس میں ایک شخص یحییٰ بن سلام ہے، دارقطنی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ اور ان کے بعد لسان المیزان جو اسماء الرجال کی کتاب ہے اس میں صاف لکھا ہے کہ وہ امام المفسرین والمحدثین ہے۔

اور دارقطنی کی جرح جو ہے یہ بغیر سبب کے ہے۔ اصول حدیث کا یہ قاعدہ ہے کہ جو جرح بغیر سبب کے ہے وہ مقبول نہیں ہوتی۔[1] جب تک سبب جرح ثابت نہ ہو جائے۔ تو دارقطنی کی جرح بغیر سبب جرح ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ رہا یہ کہ موطا میں امام مالکؒ نے اس کو جابرؓ کا قول نقل کیا۔ تو اس سے میری بات رد نہیں ہوتی۔ حضرت جابرؓ نے یہ حضور ﷺ سے بھی سنا، اور اس کے بعد اس کے موافق خود بھی فتوی دیا۔ تو یہ بات اور بھی مضبوط ہو گئی۔

حضرت جابرؓ نے اس حدیث کو دو طرح بیان کیا۔ ایک تو مرفوع حقیقی اور دوسرا مرفوع حکمی۔ کیونکہ حضرت جابرؓ اس کتاب القراءۃ بیہقیؒ میں خود اس حدیث کے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ فاتحہ اور اس سے زیادہ کچھ اور نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی[2] تو اب اپنی طرف سے تو وہ کسی کو روک نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے جو فتوی دیا ہے اس

---

(۱)۔ اسی طرح ہماری اصول فقہ کی کتاب نورالانوار میں بھی یہ لکھا ہے والطعن المبهم من ايمة الحديث لا يجرح الراوی۔ (نورالانوار ص۱۹۶)

(۲)۔ اخبرنا محمد بن عبدالله الحافظ نا محمد بن عبدالله الشعيری نا محمد بن اشرس نا ابراهيم بن رستم وعلی بن جارود ابن يزيد قال ثنا مالک بن انس عن ابی نعيم وهب بن

۔یث کے بعد اس کا تو مطلب یہی ہوا کہ انہوں نے اللہ کے نبی ﷺ سے سنا ہے۔ اس کو مرفوع حکمی کہا کرتے ہیں۔

میں نے سات حدیثیں پڑھی تھیں لیکن حضرت نے ایک کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اور جہاں سے بھی پڑھی ہے وہاں اس پر اعتراض کیا ہے۔ اور آپ نے خیانت کی ہے۔ میں اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث پیش کررہا ہوں۔ بیہقیؒ اور دارقطنی نے اگر کوئی معقول جرح ان حدیثوں پر کی ہے تو وہ حضرت پیش کریں، جیسے یحییٰ بن سلام کی جرح کو میں نے رد کر دیا ہے۔ اسی طرح ان شاء اللہ باقی کا بھی جواب ہوگا۔

میرا یہ دعویٰ ہے کہ کوئی شخص ان روایات پر اصول حدیث کے موافق کوئی ایسی جرح نہیں کرسکا جو مفسر ہو۔ میں کہتا ہوں کہ ان ساتوں حدیثوں میں محمد بن اسحٰق کذاب دجال جیسا ایک راوی بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ کتاب کا جو نسخہ ہے اس میں حدیث معلل نہیں ہے۔ میں خلاصہ اور میزان سے یہ دکھا رہا ہوں کہ اس کے بعض نسخوں میں یہ ہے جس کو محققین نے نقل کیا ہے۔ اس کے بعد دوسری بات عرض کرتا ہوں اسکے بعد دارقطنی وغیرہ نے یہ قاعدہ نقل کیا ہے کہ ابن حبان کا قاعدہ ہی سارے محدثین سے الگ ہے۔

جس راوی کو کسی اور نے ضعیف نہ کہا ہو اگرچہ وہ مجہول ہو وہ اس کو ثقہ کہہ دیتے ہیں۔ اس لئے ان کے ثقہ کہنے سے ثقاہت ثابت نہیں ہوتی۔ بہر حال نافع کی مجہول روایت، محمد بن اسحٰق کی جھوٹی روایت میں نے مکحول کا حدثنا پوچھا حضرت سے کہ وہ پیش کریں وہ ابھی تک حضرت نے پیش نہیں کیا ہے۔ اس کے بعد احمد بن عمیر ابن جوصاء کا میں نے کہا کہ لـه مناكير. حضرت نے

کیسان عن جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تجزی الصلوۃ لا یقرأ فیھا بفاتحۃ الکتاب الا ان یکون وراء الامام

(کتاب القرأت ص ۱۳۸)

اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

حضرت آپ تو بار بار یہ فرماتے ہیں کہ فاتحہ اور قرات میں فرق ہے۔ میں کہتا ہوں حضرت کی یہ بات صحیح حدیثوں کے خلاف ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مشکوۃ میں روایت ہے۔

کان النبی یستفتح القرأت بالحمد للہ رب العلمین. (۱)

اللہ کے نبی ﷺ قرأت کہاں سے شروع کیا کرتے تھے؟ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن سے۔ صحیح مسلم میں روایت ہے۔

ان النبی و ابا بکر وعمر وعثمان کانوا یفتتحون القرأت بالحمدللہ رب العلمین.

اللہ کے نبی ﷺ حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت عثمان ؓ، اور حضرت عمر ؓ، قرأت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن سے شروع کرتے تھے۔ (۲)

(۱). حدثنا اسحق بن ابراھیم واللفظ له قال انا عیسٰی بن یونس قال نا حسین المعلم عن بدیل بن میسرہ عن ابی الجوزاء عن عائشة قالت کان رسول اللہ ﷺ یستفتح الصلوۃ بالتکبیر والقرأت بالحمدللہ رب العلمین. (مسلم شریف ص ۱۹۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث ابوداؤد ص ۱۱۳ ج ۱، طحاوی ص ۹۹ ج ۱، مسند احمد بن حنبل ص ۳۱ ج ۶، ابن ماجہ ص ۵۸، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۰۱ ج ۱ پر بھی ہے۔

(۲). عن انس ابن مالک انه حدثه قال صلیت خلف النبی ﷺ وابی بکر، وعمر و عثمان فکانوا یستفتحون بالحمدللہ رب

صحیح بخاری میں موجود ہے حضرت ابو ہریرہ ؓ پوچھتے ہیں کہ حضرت آپ تکبیر تحریمہ اور
قرات کے درمیان خاموش رہتے ہیں کیا پڑھتے ہیں؟۔حضرت ﷺ نے دعا بتائی پڑھنے کے
لئے۔ اللهم باعد بینی. الخ۔

تو یہ لوگ پڑھتے ہیں یہ قل ھو اللہ سے پہلے پڑھتے ہیں یا سورۃ فاتحہ سے سے پہلے
پڑھتے ہیں؟۔سورۃ فاتحہ سے پہلے۔ثناء کی جگہ پڑھتے ہیں۔سبحانک اللهم آپ پڑھتے
ہیں۔سبحانک اللہ آپ قل اعوذ سے پہلے پڑھتے ہیں یا بعد میں پڑھتے ہیں؟۔بخاری کی
روایت سے یہ ثابت ہوا کہ فاتحہ قرأت ہے۔

حضرت شروع سے کہہ رہے ہیں کہ جھگڑا فاتحہ کا ہے قرأت کا نہیں ہے۔میں حدیثیں
پڑھ کر سنا رہا ہوں کہ فاتحہ قرأت ہے۔میں حضرت سے بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ صرف ایک حدیث
حضرت پڑھ کر سنا دیں جس میں یہ ہو کہ فاتحہ قرأت نہیں ہے۔

جب فاتحہ قرأت ہے تو لفظاً قرأت سے بھی جو روایتیں پیش کروں گا وہ بھی میرے لئے
ثابت ہیں۔کیونکہ حدیثوں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ فاتحہ قرأت ہے۔اگر صرف ایک حدیث حضرت
دنیا کے کسی کتب خانے کی کتاب سے پڑھ دیں کہ فاتحہ قرأت نہیں ہے۔اور اگلی سورۃ قرأت
ہوتی ہے۔یہ نبی ﷺ کے الفاظ ہوں یہ نہیں ہو سکتا۔کہ ایک صحابی کا قول بیان کر دیں، میں مان
جاؤں گا۔ایسے ہی روایتیں نہیں پڑھوں گا۔

میں نے عرض کیا تھا کہ نسائی شریف سے بھی حضرت نے یہی بات کی کہ ایک روایت جو
مجہول تھی وہ تو پڑھی اور اس سے آگے قرآن پاک کی آیت، اور صحیح حدیث جو قرآن کے موافق تھی
وہ آپ نے نہیں پڑھی۔میں نے وہ پڑھ کر سنائی، اس سے اگلی روایت سنن نسائی میں یہ ہے کہ

العلمین لا یذکرون باسم اللہ الرحمن الرحیم فی اول القرأت
ولا فی آخرھا. (مسلم شریف ص ۱۷۲)

حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضرت ﷺ کیا ہر جہری نماز میں قرأت ہے۔ اب دیکھئے ایک
حدیث کی کتاب سے حضرت نے ایک روایت پڑھی۔ اور اس سے اگلی تین روایتیں اس صفحہ
چھوڑ دیں۔

مجھ پر حضرت نے یہ اعتراض کیا ہے کہ میں نے حدیث تو پڑھی پوری لیکن اس کے آخر
میں دار قطنی نے جو اپنی رائے لکھی تھی وہ نہیں پڑھی ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ آپ نے خیانت کی
ہے۔ دار قطنی کی رائے چونکہ غلط تھی، وہ ثابت ہی نہیں ہے، اس نے کوئی سبب بیان کیا ہی نہیں ہے
یحیٰ بن سلام کے ضعیف ہونے کا، اس لئے وہ بے فائدہ ہوتی۔ اگر میں دار قطنی کی بے فائدہ جرح
نہ پڑھوں تو میرے اوپر تو خیانت کا الزام لگاتے ہیں اور اسی کتاب سے سنن نسائی سے اسی صفحہ سے
اگلی تین حدیثیں نہ پڑھیں تو اس کو کیا دیانت داری کہا جائے گا؟۔

اس سے اگلی روایت یہ ہے حضرت ابودرداء ؓ والی الا وقد کفا والی۔ یہ میں پہلے
اپنی سات روایتوں میں پیش کر چکا ہوں میں نے جو تفسیر بیان کی اس میں صحابہ اور تابعین نے ایک
بات واضح کر دی ہے کہ پہلے لوگ پڑھتے تھے امام کے پیچھے۔ تو جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس
آیت نے منع فرما دیا۔ جس طرح لوگ پہلے شراب پیتے تھے لیکن شراب کی منع والی آیت نازل
ہوئی تو اس طرح منع ہو گئی۔

اگر کسی حدیث میں کسی کے شراب پینے کا ذکر ہو تو یہ پہلے زمانہ کی ہوگی یا پچھلے زمانہ کی
ہوگی؟۔ جب تک قرآن میں یہ حکم نہیں نازل ہوا تھا۔

فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ ٱلۡمَسۡجِدِ ٱلۡحَرَامِۚ

بیت اللہ کی طرف منہ کر لو۔

مسلمان کس طرف منہ کیا کرتے تھے؟۔ بیت المقدس کی طرف منہ کیا کرتے تھے۔ کیا
بیت المقدس کا ذکر تھا قرآن میں؟۔ نہیں۔ بلکہ اس لئے کرتے تھے کہ پہلے نبیوں کا طریقہ تھا۔
اب کسی حدیث میں آپ کو مل جائے کہ فلاں آدمی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا تھا

تو وہ پہلے زمانہ کی حدیث ہوگی۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد. فاعوذ

باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

مولانا نے یہ کہا تھا کہ یحییٰ بن سلام کا میزان میں ترجمہ نہیں ہے۔ یہ آپ کا کہنا صحیح نہیں ہے۔ اب یہ لسان المیزان میرے سامنے ہے ترجمہ اس میں موجود ہے۔ جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۰۰ پر۔ آپ نے یہ کیسے فرمایا کہ ترجمہ نہیں ہے؟۔ امام ذہبی نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ منکر روایت ہے۔

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی۔

آپ نے فرمایا تھا کہ تقریب میں اس کو ثقہ لکھا ہے حالانکہ اس کو مشہور لکھا ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

میں نے یہ نہیں کہا۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ٹیپ میں موجود ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

آپ نے فرمایا صحابہ جو تھے وہ پہلے پڑھتے تھے لیکن جب آیت نازل ہوئی تو رک گئے اب میں مولانا سے یہ کہتا ہوں کہ ایک بھی روایت دکھائیں کہ فلاں صحابی فاتحہ پڑھتا تھا۔ جب آیت نازل ہوئی تو رک گئے۔ میں مولانا کو کھلے میدان میں کہتا ہوں میں خدا کے واسطے ایک روایت دکھائیں کہ فلاں صحابی فاتحہ پڑھتا تھا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی تو رک گئے۔

جب وہاں فاتحہ کی بات ہی نہیں ہے تو کس طرح کہتے ہیں۔ اس آیت میں موجود ہو کہ صحابی فاتحہ پڑھتے تھے۔ جب آیت نازل ہوئی تو پھر چھوڑ دی فاتحہ پڑھنا۔

اس کے بعد ابوداؤد کی روایت پیش کرتے ہیں۔ یہ میرے سامنے دارقطنی ہے امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں۔ اس روایت میں کہتے ہیں یہ حضور ﷺ کا کلام نہیں ہے یہ راوی کا وہم ہے۔ امام دارقطنیؒ نے واضح کردیا کہ یہ رسول ﷺ کا کلام نہیں ہے۔

اب کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سورۃ فاتحہ سے پہلے چپ رہتے تھے۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ چپ رہتے تھے اور کیا پڑھتے تھے۔ یہ آپ کے الفاظ ہیں۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ آپ چپ رہتے اور کیا پڑھتے چپ رہنا کا معنی پڑھنا نہ ہوا۔ آپ کی دلیل ضعیف ہے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

وہاں انصتوا ہے ہی نہیں جس کا معنی چپ رہنا ہو۔

پیربدیع الدین راشدی۔

چپ رہنے کا معنی آپ کہتے ہیں خاموش ہوجاؤ۔ تو چپ ہونا اور پڑھنا آپ کا قول ہے۔ لہذا یہ دلیل گئی۔ اب اس کو گھر میں رکھئے۔ اب اس کو بار بار پیش نہ کیجئے۔ روایت وہ لایئے جو کاملہ ہو۔ میرا قصور نہیں ہے آپ خود پیش کرتے ہیں۔ اس میں کوئی مکحول نہیں ہے، اس میں نہ کوئی محمود ہے، الفاظ یہ ہیں۔

لا صلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب خلف الامام.

امام کے پیچھے جو الحمد للہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے یہ طبرانی کی روایت پیش کی۔

من صلی خلف الامام فلیقرأ بفاتحة الکتاب.

امام کے پیچھے جو نماز پڑھے وہ سورۃ فاتحہ پڑھے۔

یہ حکم ہے حضور ﷺ کا اس میں بھی نہ نافع ہے، نہ محمود ہے، نہ ابن اسحٰق ہے، نہ مکحول۔ آپ نے جو اعتراضات کئے ان کو میں نے ختم کردیا۔ مکحول کے سماع کی تشریح ہوگئی۔ محمود پر آپ جرح ثابت نہ کرسکے۔ زیادہ سے زیادہ جو آپ نے کیا حضور ﷺ کی بات مانیں یا آپ کی بات

مانیں؟۔

آپ نے کہا کہ یہ سب صحابہ ؓ کہتے ہیں کہ نماز میں قرأت ہوتی ہے اور وہ لوگ پڑھتے تھے۔ اور اس کے بعد آیت نازل ہوئی اور اس کے بعد وہ رک گئے۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ ایک روایت دکھائیں کسی حدیث کی کتاب سے کہ صحابہ فاتحہ پڑھتے تھے اور پھر یہ آیت نازل ہوئی تو وہ رک گئے۔ اس طرح یہ مسئلہ سارا ختم ہو جائے گا۔

لیکن قیامت تک آپ یہ پیش نہیں کر سکتے۔ لوگوں کو کہتے ہو کہ ہم یہ کہیں گے، وہ کہیں گے۔ اور پھر فقہاء کا اصول وقاعدہ ہے جنہوں نے آپ کو اس آیت کے پیش کرنے سے منع فرمادیا ہے۔ آپ نے اپنے قاعدہ کو توڑ دیا۔

دوسری بات پھر آپ مجھے یہ کہتے ہیں کہ اپنے مسلک کی رو سے پیش نہیں کر سکے۔ سر تاج مانتے ہیں، امیر المؤمنین مانتے ہیں، کہا کہ سند لاؤ۔ میں اس کی سند لاؤں کہاں سے؟۔ سند لاؤں تمہارے گھر کی کتاب ہے۔

گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

آپ اپنے آپ کو جھوٹا کہیں، اپنے امام کو، اپنے بزرگ کو جھوٹا کہیں۔ اس کے بعد باقی جو روایتیں میری آپ کے ذمے ہیں اس کا آپنے کوئی جواب نہیں دیا۔ ناقص نماز ہے پوری نہیں۔ جب پوری ایک آیت بھی پیش نہیں کی میں نے آیت وہ پیش کی جو آپ کے بڑوں نے پیش کی ہے۔ ابھی میں نے نور الانوار کی عبارت پڑھی انہوں نے کہا کہ فاقرؤا ماتیسر من القرآن. یہ آیت مقتدی کو پڑھنے کا حکم دیتی ہے۔ میں نے آیت پیش کی اور استدلال بھی آپ کے بڑوں کا۔ اب آپ کے گھر کی بات ہے مانیں یا ان کو جواب دے دیں۔

دو باتیں ہیں یا حدیث کو مانیں یا فقہ کو مانیں۔ ایک چیز کو تو مانیں پہلے کہتے تھے کہ نہیں فقہ سے باہر نہیں جائیں گے۔ اب تو فقہ بھی چھوڑ دی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ و کفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی عبادہ الذین

اصطفٰی. اما بعد. . فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ

الرحمٰن الرحیم.

قرآن پاک کی آیت کی تفسیر کا جو حق ہوتا ہے اللہ کے نبی ﷺ کے صحابہ ؓ سے میں نے بیان کردیں اور سات حدیثیں واذا قرأ فانصتوا کی۔ اس کے بعد حضرت فرماتے ہیں کہ اس میں فاتحہ کا لفظ نہیں آیا۔ میں نے حضور ﷺ سے ﴿غیر المغضوب علیھم ولا الضالین. آمین﴾. کا لفظ دکھا دیا آپ ابھی تک یہ نہیں دکھا سکے۔ تفسیر سنئے ابن حاتم نے نقل کی ہے۔

کان رسول اللہ ﷺ اذا قرأ فی الصلوٰۃ.

رسول ﷺ۔ نماز میں جب قرأت پڑھتے تھے تو کیا ہوتا تھا۔ اجابہ من ورائہ جو پیچھے پڑھتے تھے وہ بھی آپ کے ساتھ ساتھ پڑھتے تھے۔ کیا پڑھتے تھے؟۔

اذا قال بسم اللہ الرحمن الرحیم قالوا مثل مایقول.

جب اللہ کے نبی ﷺ بسم اللہ پڑھتے مقتدی بھی بسم اللہ پڑھتے۔

حتٰی انقض فاتحۃ الکتاب والسورۃ.

یہاں تک کہ فاتحہ نبی ﷺ ختم کر لیتے سورۃ فاتحہ کا لفظ ہے۔ ویسے میں نے بتادیا ہے کہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ فاتحہ قرأت ہے۔ میں نے حدیثیں پڑھی تھیں ان کو رد کرنے کے لئے۔ میں نے حضرت کو کہا کہ ایک حدیث پیش کردو حدیث کی کتاب سے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ فاتحہ قرأت نہیں ہے لیکن آپ اب تک ثابت نہیں کر سکے۔ اور یہ دیکھئے میں نے حضور ﷺ کی نماز کے متعلق فرمایا۔

فلبث ما شاء اللہ ان یلبث.

جتنی دیر اللہ نے چاہا یہی طریقہ رہا۔ پس جب آیت نازل ہوئی۔

وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥ وَأَنصِتُوا۟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

تو لقرأ وانصتوا

کہ حضور ﷺ تو پڑھتے رہے لیکن صحابہ خاموش رہتے تھے۔ اب اس سے زیادہ بھی وضاحت چاہتے ہیں۔ اور حضرت مجھے بھی دکھادیں کسی صحابی نے یا تابعی نے کہا ہو کہ آیت سے فاتحہ مراد نہیں ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ سے دکھادیں کہ فاتحہ قرأت نہیں ہوتی۔

آپ نے میری طرف یہ کتاب القرأت بھیجی ہے۔ میں نے بات کہ دی تھی اور وہ بات بالکل صحیح نکلی آپ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے متن میں مکحول کا سماع ہے۔ یہ نہیں ہے۔ وہ علیحدہ سند ہے جس کا راوی وہی اعمش بن عمیر ابو حفص ہے۔ وہی لہ مناکیر ہے، منکر حدیث۔ تو سماع کیسے ثابت ہوا۔ اور اگر یہ صحیح بھی ہوتی تو اصل حدیث میں مدلس کا سماع ثابت نہیں ہوا کرتا۔

اس کے بعد اس نے یہ کہا ہے کہ جس پر میں یہ کہہ سکتا ہوں۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعان کا

آپ محدثین کا اصول چھوڑ رہے ہیں۔ کیونکہ محدثین کے اصول کو مانتے ہوئے نافع کی روایت آپ پیش نہیں کر سکتے۔ اب آپ مجھے کہتے ہیں کہ فقہاء احناف۔ میں تو دعا کرتا ہوں کہ یہاں فقہاء احناف کی طرف آ گئے اللہ کرے سارے مسائل میں آ جائیں تو ہمارا جھگڑا ختم ہو جائے۔

اس کے بعد یہ میزان بھیجی تھی آپ نے میرے پاس۔ یحییٰ بن سلام کے متعلق آپ کو لوگو یاد ہوگا کہ حضرت نے اصول بیان کیا تھا کہ جس کے متعلق منکر کا لفظ آ جائے اس کے متعلق ہی اس کی وہ حدیث منکر ہوتی ہے۔ جس کو منکر میں درج کیا ہو۔ اور جو حدیث میں نے جابر ؓ کی پیش کی ہے وہ حدیثیں منکر درج ہیں وہ حدیث اس میں درج نہیں ہے۔ اس لئے آپ اس کو میرے

سامنے پیش نہیں کر سکتے۔

حضرت نے فرمایا ہے کہ میں نے دو حدیثیں اور پڑھیں جن کا مولانا نے جواب نہیں دیا۔ ایک تو یہ ہے کتاب القرأت بیہقیؒ کی، بیہقیؒ میں جس کا میں راوی یہ ہے محمد بن سلیمان بن فارس ابو اسحٰق ابراھیم بن یحییٰ ان دونوں کا ترجمہ مجھے اسماء الرجال سے دکھادیں۔ ایک ہے ابو اسحٰق ابراھیم بن محمد یحییٰ دوسرا ہے ابو طیب محمد بن اعمش تیسرا ہے محمد بن سلیمان بن فارس ان تینوں کا ترجمہ اسماء الرجال کی کتابوں سے نہیں ملا۔

اب جو راوی ہیں اس کے وہ کون ہیں؟۔ عثمان بن عمر ہے [1]، جس کے متعلق تقریب میں لکھا ہے کہ اس کو وہم ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد اگلا راوی یونس بن یزید ہے، اس کے متعلق تقریب میں لکھا ہے کہ خاص زہری کی روایت میں اس کو وہم ہو جاتا تھا [۲] اور یہ روایت بھی اس کی زہری سے ہے۔ اس کے بعد اس کو زہری عن سے اس کو روایت کر رہا ہے۔

مبارک پوری صاحب جن کا بار بار آپ نام لیتے ہیں انہوں نے ابکار المنن میں ایک جگہ نہیں بلکہ بار بار لکھا ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے زہری کو طبقات المدلسین کے اس طبقہ میں شمار کیا ہے کہ جب یہ روایت عن سے بیان کرے تو وہ روایت حجت نہیں ہوا کرتی۔ اس کی روایت کو نقل کیا ہے اور یہ کہنا کہ اس کی سند صحیح ہے، جس کو نہ راویوں کی ثقاہت کا پتا ہے۔

جو آپ نے طبرانی سے پڑھی ہیں۔ اس میں سعید جو ہے اس کی ثقاہت ثابت نہیں اس

(۱)۔ تقریب ص ۲۳۵

(۲)۔ یونس بن یزید بن ابی نجار الایلی ابویزید مولی ابی سفیان ثقة الا ان فی روایته عن الزهری وهما قلیلا وفی غیر زهری خطأ۔ (تقریب ص ۳۹۱)

...روایت بھی ضعیف ہے۔قرآن پاک آپ کے پاس نہیں، صحیح بخاری کی حدیث آپ کے پاس نہیں، صحیح مسلم کی صحیح حدیث آپ کے پاس نہیں، یہ تین چار کھوٹے سکے جیب میں ڈال کر ... سے مناظرہ کرنے تشریف لے آئے ہیں۔

حضرت ان میں سے آپ کی ایک بھی حدیث صحیح نہیں ہے میں نے حدیث واذا قرا فانصتوا پیش کی تھی صحیح مسلم کے اندر لکھا ہوا ہے انما وضعت ههنا ما اجمعوا علیه. اس ...ث کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق ہے۔کیا ہے آپ کے پاس بھی کوئی روایت؟۔کہ جس کے ...متعلق صحیح بخاری یا صحیح مسلم کے اندر لکھا ہوا ہو کہ اس حدیث کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق ہے۔ لھذا آپ کے پاس ایسی کوئی روایت موجود نہیں ہے۔

اب میں اگلی روایت، حدیث کی اور پیش کرتا ہوں۔موطا امام مالک، موطا امام محمد میں ...روایت موجود ہے۔اب آپ کی روایات کا میں نے جواب دے دیا، ایک بات رہ گئی کہ میں نے ... سات حدیثیں فاتحہ کے لفظ سے پڑھی تھیں ان میں سے ایک پر تو آپ نے یحیٰی بن سلام کا اعتراض کیا تھا۔میں نے جواب دیا کہ یحیٰی بن سلام پر کوئی مفسر جرح نہیں ہے۔کسی کتاب میں دکھا ...دیں۔

دوسرا ابودرداءؓ کی روایت کہ متعلق آپ نے دارقطنی سے پڑھ کر مجھے یہ سنایا کہ اس میں دارقطنیؒ کہتے ہیں کہ زید بن حباب کا وہم ہے۔تہذیب التہذیب میں صراحت ہے کہ زید بن ...حباب کو اگر وہم ہوتا تھا صرف سفیان ثوریؒ کی روایت سے ہوتا تھا اور یہ حدیث ثوری سے بیان نہیں ہے۔یعنی کہ سفیان ثوریؒ جو زید بن حباب کے پاس اس زمانہ میں پہنچا ہے جب وہ اتنا بوڑھا ہو چکا ہے، کہ اس کا حافظہ کام نہیں کرتا تھا۔اس لئے اس سے پہلے وہ ثقہ تھا۔یہ بات واضح ہے کہ[1] جو حدیث میں نے پیش کی ہے یہ سفیان ثوری کے طریقے سے نہیں ہے۔

(۱). قال علی بن المدینی والعجلی ثقة وکذا قال عثمان عن

دار قطنیؒ نے آدھی بات نقل کی ہے۔اس کی جرح نامکمل ہے اور جرح مکمل نہیں ہے۔۱۱،

ابن معين وقال ابو حاتم صدوق صالح وقال ابو داؤد سمعت احمد يقول زيد بن حباب كان صدوقا ليضبط الالفاظ عن معاوية بن صالح لكن كان كثير الخطاء وقال المفضل بن غسان الغلابي عن ابن معين كا يقلب حديث ثوري ولم يكن به بأس قال ابو هشام الرفاعي وغيره مات سنة ثلاث و مائتين . قلت وقال ابن زكريا في تاريخ الموصل حدثني الحمانى عن عبيدالله القواريرى قال كان ابو الحسن العكلى زكيا حافظا عالما لما يسمع وذكره ابن حبان في الثقات وقال يخطىء يعتبر حديثه اذا روى عن المشاهير و اما روايته عن المجاهد ففيها المناكير وقال ابن خلفون وثقه ابو جعفر السبتي . حمد بن صالح داؤد كان معروفاً بالحديث صدوقا وقال ابن قانع كوفي صالح وقال الدارقطني وابن ماكول ثقة وقال ابن شاهين وثقه عثمان بن ابى شيبه وقال ابن يونس في تاريخ الغرباء كان جوالا في البلاد في طلب الحديث وكان حسن الحديث وقال ابن عدى له حديث كثير وهو منى اثبات مشائخ الكوفه ممن لا يشك في صدقه والذى قاله ابن معين عن احاديثه عن الثورى انما له احاديث عن الثورى يستغرب بذالك الاسناد وبعضها ينفرد برفعه والباقى عن الثورى وغير الثورى مستقيمة كلها (تهذيب التهذيب ص ۴۰۴ ج ۳) قال محمود بن اشرف خرج حديثه مسلم في صحيحه في فضائل ام سليم ام انس بن مالك وفي باب الذكر

۱۱ ۹۔ اس کی معقول وجہ بیان کریں کیونکہ جرح کرنے والے نے وجہ یہ بتائی ہے کہ زید بن
ا ۔ لی باقی ساری حدیثیں صحیح ہیں صرف وہ حدیث اس کے وہم کی نظر ہوگئی ہے جو اس نے
ایان ثوری سے روایت کی ہے۔ اور جو حدیث میں نے پیش کی ہے۔ حضرت دار قطنی میں
۔ میں اس میں سفیان ثوری راوی نہیں ہے۔

میں نے قرآن کی تفسیر میں پانچ صحابہ، اٹھارہ تابعین کے اقوال نقل کئے ہیں۔ اس سے
۔ ۔ت ہوا کہ پہلے زمانے میں پڑھتے تھے اور بعد میں نہیں پڑھتے تھے۔ اگر یہ آپ کی پیش کردہ
۔ نیں چار، پانچ جن کو آپ صحیح ثابت نہیں کر سکے اگر یہ صحیح بھی ہوتیں تو یہ پہلے زمانے کے متعلق
ا ۱۱ تیں۔ چونکہ ان صحابہ اور تابعین نے قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے یہ واضح کر دیا ہے کہ اس
ا مت کے نازل ہونے سے پہلے امام کے پیچھے قرات پڑھی جاتی تھی اور بعد میں منع ہوگئی۔ پہلی
ا ن تو یہ ہے کہ آپ ان کو صحیح ثابت کر ہی نہیں سکیں گے۔ ان شاء اللہ۔ قرآن آپ کے پاس نہیں
۹۔ بخاری کی روایت آپ کے پاس نہیں ہے، اور اگر وہ بالفرض والمحال صحیح بھی ہوں، حضرت
عبادہ بن صامت ﷺ مکہ میں مسلمان ہوئے ہیں یہ روایت منسوخ ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلى على رسوله الكريم. اما بعد. فاعوذ
بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم.

المستحب عقب الوضوء وفى باب النهى عن المسئلة وفى باب
بيان وجوه الاحرام وانه يجوز افراد الحج والتمتع والقران
وجواز ادخال الحج على العمرة ومتى يحل القارن من نسكه
وفى باب جهنم اعاذنا الله منها وفى باب جواز النافلة قائماً
وقاعداً وفعل بعض الركعة قائماً وبعضها قاعداً.

مولانا نے کہا کہ ایک روایت میں ہے کہ وہ فاتحہ پڑھتے تھے اور پھر منع ہوگئی۔ اگر ا
معلوم ہے کہ وہ فاتحہ پڑھتے تھے تو کوئی حدیث دکھادیں۔ کسی کتاب سے کہ وہ فاتحہ پڑھتے
پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

پھر آپ کہتے ہیں کہ جو روایتیں آپ نے پیش کی ہیں ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے
غلط ہے۔ کہتے ہیں کہ قرآن پیش نہیں کیا قرآن کی آیت پیش کی اور وہ بھی تمہارے علماء کی انا
سے، وہ بھی اصول کی کتاب سے، جو مدرسے میں پڑھ کر مولوی بنتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ آ
مقتدی پر فاتحہ کو واجب کرتی ہے۔

کہتے ہیں بخاری سے نہیں پیش کیا۔ بخاری سے وہ حدیث میں نے پیش کی ہے جس
کوئی جواب قیامت تک تم نہیں دے سکتے۔ کیونکہ لفظ ہیں کہ جس نے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز
نہیں ہے۔ جو بھی ہو مقتدی ہو یا امام ہو جو بھی فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوگی۔

آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پیش کرتے کہ مقتدی فاتحہ نہ پڑھے تو ٹھیک ہے۔ فاتو
پڑھنے کا حکم ہے۔ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں۔ جب نماز نہیں تو مقتدی بھی پڑھ سکتا ہے۔ پھر آپ نے
اعتراض کیا کہ فلاں فلاں راویوں کے ترجمے ہمیں نہیں ملتے۔ اب اس چیز کا ترجمہ ہمیں نہیں ملتا
ہے ابواسحٰق کا ترجمہ نہیں ملتا ہے۔ ابوطیب کا ترجمہ نہیں ملتا ہے، سلیمان بن فارس کا ترجمہ نہیں ملتا
ہے، تو مولانا آپ ان کے لئے جرح ثابت کریں۔ آپ ان کو ضعیف کہیں گے یا مستور؟۔ ضعیف
کہیں۔ اگر ضعیف کہیں گے تو اس کے لئے آپ کو ثبوت دینا پڑے گا۔ اگر مستور کہیں گے تو تم اس
پر اعتراض نہیں کر سکتے۔ تمہارا قاعدہ اس کو مانتا ہے پھر اس کو لیجئے، سلیمان بن فارس کا ترجمہ بھی مل
جائے گا، ابواسحٰق کا ترجمہ بھی مل جائے گا، ابوطیب کا ترجمہ بھی آپ کو مل جائے گا، اس کے بعد
سب سے بڑی بات یہ ہے کہ امام بیہقیؒ نے جب یہ کہہ دیا ہے اسنادہ صحیح۔ میں نے پڑھ کر آپ کو
سنایا۔ اسنادہ صحیح تب ہوتی ہے جب اس کے راوی سچے ہوں، عادل ہوں، تام الضبط ہوں، اور ان
کے اندر اسناد متصل ہو، علت نہ ہو، شذوذ نہ ہو، بیہقیؒ اس کو صحیح کہتا ہے۔ اب آپ اس کو ضعیف

راوی پر جرح ثابت کریں یا اس کی علت ثابت کریں یا شذوذ ثابت کریں۔ اس کے
صاحب فن ہیں، نہ آپ اصلاح کے مالک ہیں، کہ اگر آپ کو نہ ملے تو روایت ضعیف
ایسا نہیں ہوگا۔
ایک بیہقیؒ کہتا ہے کہ اس کے اسناد صحیح ہیں۔ بیہقیؒ نے صحیح کہہ کر راوی کو ثقہ کر دیا کیونکہ
ل ظنی ہے، راوی ثقہ ہو گیا۔ اب اس کے مقابلہ میں جرح مفسر کریں تو پھر بات بنے گی۔
روایت صحیح ہو گئی تو آپ کا جھگڑا نہیں رہا۔ رہی طبرانی کی بات تو مجمع الزوائد میں امام ہیثمی نے
ورواه موقوفون.
اب آپ راوی طبرانی والی روایت پر جرح صحیح پیش کریں۔ رہا یحییٰ بن سلام کا مسئلہ تو
یہ نہیں کہ انہوں نے کہا له منا کیر یہاں یہ ہے۔ کہ وہ کہتا ہے کہ من انکر ماله یعنی اس
روایتیں جو منکر ہیں ان میں سے ایک ہے۔ جب اس کی ساری روایتیں منکر ہو گئیں تو اس پر
نہیں کیا جا سکتا۔
مولانا آنکھوں کے سامنے جو بات کی جائے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ روایت یحییٰ
سلام مالک سے نقل ہے۔ مؤطا میں موجود ہے۔ مؤطا میں موقوف ہے۔ لہذا یہ مالک پر جھوٹ
معاملہ ختم ہو گیا۔
پھر آپ کہتے ہیں کہ زہری جو ہے وہ مدلس ہے۔ یہ بھی غلط ہے اب راوی جو بیان کیا ہے
اس کو زہری سے ہمیشہ وہم نہیں ہوتا ہے۔ جب امام بیہقیؒ نے کہا کہ یہ روایت صحیح ہے تو اس کو غلط کہنا
اصول کے خلاف ہے۔ قانون کے بھی خلاف ہے۔ جرح کے بھی خلاف ہے۔ آپ اس پر صحیح
جرح کہیں سے ثابت کریں۔ جب تک آپ جرح ثابت نہ کریں یہ روایت اپنی جگہ قائم رہے
گی۔
پھر آپ نے کہا کہ امام دارقطنی نے جو کہا ہے وہ انہوں نے ناقص کہا ہے۔ ہم نہیں مانتے
امام دارقطنی محدث ہیں۔ صاحب معلل ہیں۔ انہوں نے یہ تعلیل کی ہے۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ

چوتھی روایت جو آپ نے پیش کی وہ طبرانی سے ہے اور میں نے کہا تھا کہ اس میں سعید بن کثیر راوی ہے۔ اس پر فیض القدیر شرح جامع صغیر میں جرح موجود ہے۔ اور حضرت نے جو مجمع الزوائد کا حوالہ دیا ہے میں بڑا حیران ہو کر کہتا ہوں کہ ہیثمی نے جو آگے لکھا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ لیکن اس کا متن صحیح کے خلاف ہے۔ اور یہ آپ نے مانا ہے کہ بعض اوقات سند صحیح ہوتی ہے لیکن حدیث معلول ہو جایا کرتی ہے۔

تو یہ چار کھوٹے سکے تھے چاروں کے متعلق حضرت کچھ بھی ثابت نہیں کر سکے۔ الحمد للہ میں نے قرآن کی آیت پیش کی۔ سات حدیثیں اللہ کے نبی ﷺ کی واذا قرأ فانصتوا والی سات حدیثیں اللہ کے نبی ﷺ کی فاتحہ کے لفظ سے پیش کیں۔ چودہ روایات پانچ صحابہ سے، اٹھارہ ہوئیں۔

تابعین سے امت کا اجماع میں نے پیش کیا۔ اور اس کے بعد سنئے میں عرض کرتا ہوں کہ مسائل اللہ کے نبی ﷺ کے قول سے بھی ثابت ہوتے ہیں اور فعل سے بھی ثابت ہوتے ہیں، حضور ﷺ نے دس نمازیں جبرائیل علیہ السلام کے پیچھے پڑھیں ہیں مقتدی بن کر کسی حدیث میں کوئی مائی کا لال نہیں دکھا سکتا کہ جبرائیل علیہ السلام کے پیچھے حضور ﷺ نے فاتحہ پڑھی تھی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نمازیں پڑھائیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں اور آپ کے پیچھے نماز کی نیت باندھی۔ اس کے بعد کیا ہوا؟۔

حضور ﷺ کا اپنا فعل سنیں۔

فاستفتح النبی ﷺ من السورة.

ابن ابی شیبہ اور مسند احمد میں روایت ہے[1] ابن ابی ماجہ میں اخذ کا لفظ ہے کہ ابو بکر سورۃ

(۱)۔ ابن ماجہؒ نے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے۔ واخذ رسول اللہ ﷺ من القرأت من حیث کان بلغ ابو بکر .(ابن ماجه ص ۸۸)
اور طحاوی شریف میں ان الفاظ سے ہے۔

پڑھ رہے تھے۔ جب نماز میں ذکر آتا ہے تو سورۃ فاتحہ کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

جب نماز میں سورۃ کا ذکر آتا ہے تو سورۃ فاتحہ کے بعد ہی پڑھی جاتی ہے۔ تو اس وقت حضورﷺ تشریف لائے وہاں سے سورۃ پڑھنی شروع کی **ابو بکر فانتھی** رک گئے۔ اب دیکھئے اللہ کے نبیﷺ کا آخری فعل اور آپ کی آخری نماز۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ سینہ پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ اللہ کے نبیﷺ دنیا سے بانماز گئے یا معاذ اللہ بے نماز گئے۔

علامہ شوکانی مشہور غیر مقلد نے نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ حضورﷺ کی ساری فاتحہ رہ گئی تھی۔ حدیث میں لفظ سورۃ کا ہے اور اس میں لفظ قرأت کا بھی موجود ہے۔ **فاستفتح النبی ﷺ** یہ وہ روایت ہے جس کو ابن عباس ؓ اور حضرت عائشہؓ دونوں نے بیان فرمایا ہے۔ یہ وہ دن ہے کہ جب بہت سے لوگ عرب کے کونہ کونہ میں جا پہنچے تھے۔ تاریخ دان جانتے ہیں اور یہ ایسی صحیح حدیث سے ثابت ہے جس کو ساری دنیا صحیح مانتی ہے۔ لیکن آپ ایک بھی حدیث پیش نہیں کر سکتے۔ جس پر کوئی جرح نہ ہو۔

اور جیسے میں نے مسلم سے پیش کیا تھا حدیث کے متعلق **انما وضعت ھھنا ما اجمعوا علیہ** کہ اس حدیث کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق ہے آپ ایک حدیث بھی نہیں پیش کر سکے۔ جس میں مقتدی کا لفظ صریح ہو، اور کسی محدث نے یہ بات کہہ دی ہو کہ مسلم اور بخاری میں یہ درج ہے کہ اس کے صحیح ہونے پر امت کا جماع ہے۔ کوئی مجہول تلاش کر لیا کوئی دجال تلاش کر لیا۔ اس کے راوی ہیں اور کچھ اس طرح کے ہیں جن کا نام پتا معلوم نہیں کہ وہ کون ہیں۔ ان کے متعلق کہتے ہیں کہ اگر آپ میرے ساتھ گھر چلیں تو وہاں کتابیں پڑی ہیں۔

حضرت بات یہ ہے کہ آپ یہاں آئے ہیں کتابوں کے بھروسے پر آئے ہیں۔

فاستفتح رسول اللہ ﷺ من حیث انتھی ابوبکر من القرأت.

(طحاوی ص ۱۹۷ ج ۱)